بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ٭ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ ٭ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ

# سرِ مشقِ فاطمی


اُستاد بزرگوار سید جواد نقوی حفظہ اللہ



اسلامک ایجوکیشن سینٹر کراچی

# سرمشق فاطمی

اُستاد بزرگوار **سید جواد نقوی** حفظہ اللہ

اسلامک ایجوکیشن سینٹر کراچی

www.pairwan-e-wilayat.com

# مشخصات کتاب


نام کتاب............سرمشق فاطمی

تالیف...............استادِ بزرگوار سید جواد نقوی

ناشر................اسلامک ایجوکیشن سینٹر کراچی

اشاعت.............اوّل (مارچ 2015 بمطابق جمادی الاول1436)

تعداد...............5000


## کتاب حاصل کرنے کے لیے


**محمد علی بُک ڈپو**

زہرا گارڈن، شاپ نمبر 2، بریٹو روڈ، نزد محفل شاہِ خراسان، بالمقابل فاطمیہ کالج،

سولجر بازار نمبر ۳، کراچی فون: 021-32242991,0300-2985928


## نمائندگان سے رابطہ کیلئے


کراچی 0300-2796804 ، 0333-2318115

اسلام آباد 0333-5100780

لاہور 0312-4172789

بہاولپور 0345-7057775

ٹھٹھہ 0300-3002900

# انتساب

ادارہ اس کتاب کو اُستاد محترم

شهید مرتضیٰ مطهری رحمة اللّٰه علیه

کے نام منسوب کرتا ھے

جنھوں نے اُمت اسلامیه کو دین

کی مکتبی یا آئیڈیالوجیکل شناخت

کروانے میں کلیدی کردار ادا کیا

# فہرست

# عرض ناشر

انبیاء علیھم السلام کی بعثت کا بنیادی مقصد انسانوں میں شعور و بیداری پیدا کرنا تھا۔ انبیاءؑ و آئمہؑ اتنا وقت نمازیں پڑھانیں میں صرف نہیں کرتے تھے جتنا لوگوں کی عقلوں کو جگانے اور بصیرت پیدا کرنے میں صرف کرتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی پہلے لوگوں کو بیدار کیا پھر انہیں دین کے عملی احکام کی تبلیغ کی۔ معاشرے میں بیداری پیدا کرنے کیلئے سب سے پہلا قدم اسلامِ ناب یعنی خالص اسلام کی ترویج و تبلیغ ہے۔

دین اسلام ایک مکمل اور جامع عملی منشور ہے جو انسانوں کو زندگی کے تمام شعبوں میں ہدایت و رہنمائی کرتا ہے۔ مگر افسوس کے گزشتہ چودہ صدیوں میں مسلمانوں میں نئے نئے افکار و مسالک نے جنم لیا اور انہیں افکار کے نتیجے میں دین کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور جس گروہ کے پاس جو حصہ آیا اُس نے اس حصہ کو مکمل دین سمجھ کر اسی پر اکتفاء کر لیا۔ کسی نے فقط عبادات کو دین سمجھا، کسی نے ذکر و فکر کو اور کسی نے فقط احکام کو دین سمجھ کر قبول کر لیا۔ شہید مرتضٰی مطہریؒ نے اسی المیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا اگر اسلام کسی زمانے میں ایک یونیورسٹی کا درجہ رکھتا تھا تو آج صرف فقہ کا ایک کالج بن کر رہ گیا ہے۔

امام خمینیؒ نے انہیں مشکلات کو دیکھتے ہوے فرمایا تھا کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اسلام کو تلاش کریں۔ اسلام ان کے ہاتھوں سے کھو چکا ہے۔ امام خمینیؒ نے بھی اسلام کو انہیں منابع سے پڑھا تھا جن سے باقی علماء نے استفادہ کیا تھا مگر جو بنیادی

فرق تھا وہ زاویہ نگاہ کا تھا۔امام خمینیؒ کو دین عین سیاست نظر آتا تھا جب کہ دیگر علماء کو دین صرف عبادت نظر آتا تھا بلکہ دین اور سیاست میں تضاد نظر آتا تھا۔امامؒ فرماتے تھے کہ اگر مسلمان صرف حقیقی حج کو تلاش کرلیں اور جو سیاست اسلام نے حج میں رکھی ہے اسے تلاش کرلیں تو مسلمانوں کی آزادی اور استقلال کیلئے کافی ہے۔اسی درست زاویہ نگاہ کے ذریعے امامؒ نے امریکی اسلام اور اسلامِ نابِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرق کو واضح کیا۔امام راحلؒ نے ایک خوبصورت مثال کے ذریعے موجودہ اسلام اور حقیقی اسلامِ میں فرق کو واضح کیا کہ جو فرق ابھی توضیع المسائل اور قرآن میں ہے وہی فرق موجودہ اسلام اور حقیقی اسلام میں ہے۔توضیع المسائل یعنی موجودہ اسلام اور قرآن یعنی حقیقی اسلام۔اگر ہم قرآن کو پڑھیں تو 1 فیصد آیات عبادیات اور 99 فیصد اجتماعیات پر مشتمل ہیں۔

امام خمینیؒ فرماتے ہیں اگر حدیث کا مجموعہ پچاس کتابوں پر مشتمل ہے جیسے کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب خمس وغیرہ تو ان میں سے فقط تین یا چار کتابیں عبادات واخلاقیات پر مشتمل ہیں اور باقی چھیالیس کتابیں اجتماعیات ،اقتصادیات،معاشیات وسیاست وغیرہ کے بارے میں ہیں ۔امامؒ نے درست زاویہ نگاہ سے دین کو دیکھا تو فرمایا کہ اسلام پہلے نظام لایا ہے پھر احکام مگر ہم نے نظام کو چھوڑ کر فقط احکام کو پکڑ لیا ہے۔آپؒ نے فرمایا کہ دین کی مثال ایک درخت کی مانند ہے اگر ہم درخت کی جڑ اور تنا کو پکڑیں تو شاخیں خودبخود ہاتھ میں آجاتی ہیں مگر ہم نے صرف شاخوں کو پکڑ لیا ہے۔امامؒ نے جب

نماز سے متعلق لکھا تو نماز کے تینوں پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

۱۔احکام الصلوٰۃ ۲۔آداب الصلوٰۃ ۳۔اسرار الصلوٰۃ

مگر آج ہم صرف احکام الصلوٰۃ پر رُکے ہوئے ہیں۔

انھیں مسائل و مشکلات کو مدِنظر رکھتے ہوئے آج سر زمینِ خداداد پاکستان پر امام خمینیؒ کے سچے عاشق و پیرو اُستاد محترم سید جواد نقوی حفظہ اللہ اس ملت کو مشربِ ناب واسلامِ ناب کا جام پلا رہے ہیں ۔دین اسلام کی مکتبی یا آئیڈیالوجیکل شناخت کروا رہے ہیں۔ملت کا دین سے متعلق زاویہ نگاہ درست کرنے میں مصروف عمل ہیں ۔رسمی عزاداری کو رزمی وحقیقی عزاداری میں تبدیل کرنے کی سعی وکوشش کررہے ہیں۔قرآن کو کتاب ہدایت وعملی منشور کے طور پر شناخت کروارہے ہیں۔اسلامی احکام کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام کی شناخت کرواکراسے عملی طور پر نافذ کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔تنظیم سازی کی بجائے اُمت سازی کیلئے کام کررہے ہیں۔تنظیم کی بجائے تحریک ونہضت کو انقلاب اسلامی کا پیش خیمہ قرار دیتے ہوئے باقاعدہ تحریک بیداری کا آغاز کرچکے ہیں۔

ادارہ آپ قارئین کی خدمت میں ایام فاطمیہ کی مناسبت سے اُستاد محترم سید جواد نقوی حفظہ اللہ کا ایک خطاب بعنوان " سرمشق فاطمی " کتابی شکل میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔یہ مضمون اس سے قبل ماہانہ میگزین مشرب ناب شمارہ نمبر 54 میں شائع کیا جاچکا ہے۔اس مضمون میں اُستاد بزرگوار نے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے احتجاج سے متعلق امت اسلامیہ کے زوایہ نگاہ کو

درست کرنے کی کوشش کی ہے۔زاویہ نگاہ درست نہ ہونے کی وجہ سے حضرت بی بی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا کا احتجاج آج امت کی نظر میں فقط باغ فدک کے حصول کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے جب کے حقیقت میں حضرت زہرا سلام اللہ علیھا نظام امامت وولایت کا دفاع کرر ہیں تھی۔اُستاد محترم اُمت کو متوجہ کرر ہے ہیں کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیھا کو فقط حاجات کی قبولیت کے لئے ذریعہ قرار نہ دیں بلکہ اس برگزیدہ ہستی کو اسوۂ کاملہ کے طور پر اپنا ئیں اور سرمشقِ فاطمیہ کی عملی مشق کرتے ہوئے سرزمین پاکستان پر نظام ولایت وامامت کے نفاذ کیلئے کوشش کریں۔

ہم اُمید کرتے ہیں کے قارئین کرام کتاب سے متعلق ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی فرماتے ہوئے ہمیں اپنی قیمتی آراء سے مستفید فرمائیں گے۔

ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”اِنَّـآ اَعۡـطَیۡـنٰکَ الۡکَوۡثَـرَ ☆ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ☆ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ“

(سورہ کوثر، آیت ۱ تا ۳)

## ایام فاطمیہ کو زندہ کرنے کی ضرورت

پاکستان میں آہستہ آہستہ ایامِ فاطمیہ متعارف ہورہے ہیں اور مومنین کرام جگہ جگہ ان مجالس فاطمیہ کا اہتمام بھی کررہے ہیں۔ پاکستان کے اندر ان ایام کو منانے کی ضرورت بھی تھی۔ پاکستان کے ولولہ انگیز، پر جوش اور ایمانی حرکت رکھنے والے مومنین کے ہاں یہ کمی تھی کہ جس طرح سے ایامِ فاطمیہ کا حق ہے اس طرح سے نظر نہیں آرہا تھا۔ جمادی الثانی پورا مہینہ ہی فاطمی مہینہ ہے۔ ۳ جمادی الثانی بی بی سلام اللہ علیہا کی شہادت ہے اور ۲۰ جمادی الثانی بی بی سلام اللہ علیہا کی ولادت ہے اور کتنی اچھی بات ہے کہ یہ مہینہ پوری دنیا اور بالخصوص سرزمینِ پاکستان پر ایامِ فاطمیہ کے عنوان سے منایا جائے۔

## ایامِ فاطمیہ کا احیاء دین کا احیاء ہے

جس طرح سے محرم وصفر عزائے حسینی کے ایام ہیں اسی طرح سے جمادی الثانی ایامِ فاطمیہ ہوں۔ ایام فاطمیہ کو زندہ کرنا صرف تبرکاً ہی ایک کام نہیں بلکہ حقیقت میں کربلا اور عاشورا کی طرح ان کا بھی ایک فلسفہ ہے۔ جس طرح عاشورا اور کربلا کے زندہ ہونے سے اسلام زندہ ہوگا اور دین کے زندہ ہونے

سے بشریت زندہ ہوگی، اسی طرح ایامِ فاطمیہ کا احیاء کرنے سے دین زندہ ہوگا اور دین کے زندہ ہونے سے دین دار بھی زندہ ہوگا۔ چاہے کسی اور سرزمین پر ان ایام کو زندہ کرنے کی ضرورت ہو یا نہ ہو لیکن پاکستان کی سرزمین ایامِ فاطمیہ و سیرتِ فاطمیہ و راہِ فاطمی و قیامِ فاطمی و انقلابِ فاطمی کے زندہ ہونے کی محتاج ہے۔

## مسلمانوں کی حضرت زہرا سلام اللہ علیہا سے عقیدت

الحمد للہ پاکستان کی سرزمین پر دنیا کے ہر خطے سے زیادہ عقیدت مند موجود ہیں۔ ویسے تو پوری دنیا میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیتؑ کے عقیدت مند موجود ہیں لیکن پاکستانی عقیدت مندوں کا ایک الگ ہی انداز ہے اور عقیدت کے ان جذبات کا اظہار سارا سال ہی ہوتا رہتا ہے۔ پوری اُمت ِاسلامیہ میں صرف چند مخصوص گروہ اور افراد ہیں کہ جن کے ذہنوں کے اندر شیطان نے فتور ڈال دیا ہے۔ان کے علاوہ تمام شیعہ سنی سب ہی مقامِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقیدت مند ہیں۔ بالخصوص بی بیٔ دو عالم حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں فراوان عقیدت رکھتے ہیں۔اس عقیدت اور ایمانی جذبہ کا تقاضا اور حق ہے کہ ان کو اب حقیقتِ فاطمی بھی معلوم ہو جائے۔ اگر ان کو حقیقت کا پتہ چل جائے تو عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت نے جو معجزے دکھائے، وہ معجزے پھر دوبارہ آج کی دنیا دیکھے گی اور اس مرتبہ اس ملت کے ہاتھوں سے ہوتا دیکھے گی۔ہم نے حقیقت کی

طرف توجہ کم دی ہے اور صرف عقیدت پر ہی اکتفاء کرلیا ہے۔عقیدت بہت بڑی نعمت ہے۔جن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ و آلِ رسولؑ کی عقیدت نصیب نہیں ہوئی، وہ روئے زمین پر سب سے زیادہ بدنصیب ترین انسان ہیں کہ ان کے دل عقیدت اہل بیتؑ سے خالی ہیں۔ یہ گمان نہیں کرنا چاہیے کہ ہمارے علاوہ کوئی بھی اہل بیتؑ کا عقیدت مند نہیں ہے۔مسلمانوں کی اکثریت اہل ِعقیدت ہیں۔ ایک شیطان زدہ اور ذہنی فتور کے شکار ناصبی گروہ کے علاوہ سب بارگاہِ رسالت مآب ﷺ و آل رسول ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔

**علماءدیوبند کا اظہارعقیدت**

برادران اہل سنت کے ایک بزرگوار عالم دین نے شان اہل بیتؑ میں اپنی لکھی ہوئی ایک کتاب ہمیں بھیجی، اوراس کتاب کا عنوان ہے "علامہ اقبالؒ کے کلام میں اہل بیتؑ کا مقام"۔ ہمارے برادران اہل سنت کے ایک دیوبندی عالم نے یہ کتاب لکھی ہے اورحقیقتاً شانِ اہل بیتؑ وان سے عقیدت کا حق ادا کیا ہے۔ یہ کتاب بہت خوبصورت ہے۔کوئی بڑی شخصیت کتاب لکھے تو پہلے ایک مقدمہ اورتقریض کسی اور بڑی شخصیت سے لکھوا لیتے ہیں تا کہ لوگوں کے دلوں میں یہ کتاب بیٹھ جائے۔اس کی تقریض بھی انہوں نے ایک معروف ومشہور شخصیت سے لکھوائی۔ اس مشہور شخصیت نے اس کتاب کے اندر زیادہ خوبصورت جملے لکھے۔انہوں نے لکھا کہ، میں جب اپنے مسلک کے مدرسہ میں پڑھتا تھا تو وہاں منقبتِ اہل بیتؑ وشانِ اہل بیتؑ کا شعبہ ہی نہیں تھا۔ میں نے

بارہ سال یا چودہ سال دینی تعلیم حاصل کی لیکن ہمارے اس نصاب میں منقبت ِ اہل بیتؑ و فضائل اہل بیتؑ شامل ہی نہیں تھے ۔ میں اسی طرح پڑھ کر فارغ التحصیل ہوا اور جب باہر آ کر لوگوں کو تبلیغ کرنا اور مطالعہ کرنا شروع کیا تو اُس وقت مجھے احساس ہوا کہ میری تعلیم میں ایک بہت بڑا عیب، نقص اور خلاء رہ گیا ہے اور وہ خلاء مقام و منزلتِ اہل بیتؑ سے متعلق ہے ۔ مجھے احساس ہوا کہ میری تعلیم کے اندر یہ کمی رہ گئی ہے لہٰذا میں نے اس کمی کو پورا کرنے کیلئے شان اہل بیتؑ کا مطالعہ شروع کیا، صاحب کتاب نے جن مختلف کتابوں کے نام لکھے تھے میں نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا اور اس طرح میں نے اپنے نصاب تعلیم میں موجود کمی کو پورا کیا لیکن ساتھ ہی میں نے خدا سے معافی بھی مانگی، کثرت کے ساتھ رو رو کر استغفار بھی کیا کہ خدایا یہ جو تعلیمی زمانے میں، مَیں اہل بیتؑ کی شان سے محروم رہا، میری یہ کوتاہی معاف فرما۔ خدا کی بارگاہ میں معافی اور پھر صاحبِ کتاب کو کہا کہ آپ کی کتاب نے مجھے شان اہل بیتؑ سمجھنے میں مدد دی ہے ۔ میں نے یہ نمونہ آپ کے سامنے اس لئے پیش کیا ہے تاکہ آپ کہیں اس گمان اور وہم میں نہ رہیں کہ آپ کے علاوہ کوئی بھی اہل بیتؑ کا عقیدت مند نہیں ہے ۔

## اقبالؒ کے کلام میں اسوہ فاطمیہ کا تعارف

درحقیقت ساری دنیا فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں جھکی ہوئی نظر آتی ہے ۔ علامہ اقبالؒ ظاہراً شیعہ کے عنوان سے متعارف ومشہور نہیں ہیں، وہ شعاری یا

نعرے والے شیعہ کے عنوان سے بھی نہیں جانے جاتے۔ ابھی جس حساب سے شیعوں کی تقسیم بندی ہوتی ہے تو اُس حساب سے بھی شیعہ شمار نہیں ہوتے لیکن اگر شیعہ کو معیاروں پر تولا جائے تو اقبالؒ سے بڑا شیعہ کوئی بھی نہیں ہے۔ علامہ اقبالؒ کا عقیدت نامہ اتفاقاً اب میرے پاس ہے تو میں آپ کی خدمت میں علامہ اقبالؒ کے چند اشعار تبرکاً پیش کرتا ہوں تا کہ شیعہ سمجھ جائے کہ سوائے چند بدنصیبوں کے ساری دنیا درحقیقت بارگاہِ سیدہ سلام اللہ علیہا میں خاضع و تابع ہے۔ علامہ اقبالؒ کے اس عقیدت نامہ کا عنوان ہے اسوۂ کاملہ،

در معنیٔ ایں کہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء

اسوۂ کاملہ ایست برائے نساء اسلام

عالمِ اسلام کی خواتین کے لئے حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا اسوۂ کاملہ ہیں۔ یہ علامہ اقبالؒ اپنا عقیدت نامہ پیش کررہے ہیں۔ تشریح کا وقت نہیں، صرف ان اشعار کے پڑھنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

مریمؑ از یک نسبتِ عیسیٰؑ عزیز

از سہ نسبت حضرتِ زہراؑ عزیز

حضرتِ مریم سلام اللہ علیہا معصوم عیسیٰؑ سے ایک نسبت رکھتی ہیں، اس وجہ سے بہت ہی عظیم ہیں اور جس طرح مریم سلام اللہ علیہا کی ایک نسبت ہے، حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی تین نسبتیں ہیں۔

## جبرئیلؑ امین کا حضرت زہراؑ کے لئے آنا:

نورِ چشمِ رحمۃً للعالمینؐ

آں امامِ اولین و آخریں

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا میری آنکھوں کا نور ہے۔ اور فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری آنکھوں کا نور ہیں۔ آخری ایامِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک دن جبرائیلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آکر فرمایا کہ یا رسول اللہ! آج خدا نے آپ کے لئے کوئی پیغام نہیں بھیجا، وحی لے کر آیا ہوں لیکن آپ کے لئے کوئی پیغام نہیں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر کس کے لئے آئے ہیں؟ جبرائیلؑ فرماتے ہیں کہ آج خداوند تبارک وتعالیٰ نے جنابِ زہراء سلام اللہ علیہا کے لئے پیغام بھیجا ہے۔ پوچھا کیا پیغام بھیجا ہے؟ کہا، اللہ کا فرمانا ہے کہ زہراء سلام اللہ علیہا سے کہو کہ آج جو خدا سے مانگنا ہے مانگ لے، خدا وہ عطا کردے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً یہ وحی جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا تک پہنچا دی کہ جبرائیلؑ تشریف لائے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کہو جو مانگنا ہے مانگ لے۔ بیٹی جو مانگنا ہے مانگ لے۔ سیدہ سلام اللہ علیہا بہت بڑا گھر، نوکر چاکر، قالینیں صوفے مانگ سکتی تھیں، کنیزیں، جائیدادیں مانگ سکتی تھیں، ہر چیز زہراء سلام اللہ علیہا مانگ سکتی تھیں چونکہ اللہ کا وعدہ تھا کہ آج جو فاطمہ سلام اللہ علیہا مانگے وہ پورا ہوجائے گا۔

## جنابِ سیدہؑ کی تین حاجات

سیدہ سلام اللہ علیہا نے تین چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیں۔

ا۔ جب تک زندہ رہوں زیارتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوتی رہے۔

۲۔ جب تک زندہ رہوں مجھے قرآن کی تلاوت نصیب ہو۔

۳۔ جب تک زندہ ہوں خدا کی بارگاہ میں انفاق کرتی رہوں، خرچ کرتی رہوں۔

یہ تین چیزیں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا مطالبہ تھا اور خدا نے تینوں پوری کردیں۔ سیدہ سلام اللہ علیہا جب اس دنیا سے گئیں تو قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے وقت آخری شخصیت جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ کھول کر ان کا چہرہ دیکھا وہ نورانی چہرہ حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کا تھا اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ بیٹی قبر میں سب سے پہلے تُو ہی آ کر مجھے ملے گی۔ اللہ نے یہ آرزو بھی پوری کردی اور پھر بی بی سلام اللہ علیہا نے کہا جب تک زندہ ہوں خدا کی راہ میں انفاق کرتی رہوں۔ خدا نے یہ بھی قبول کرلیا اور فاطمہ سلام اللہ علیہا نے سب کچھ اللہ کی راہ میں انفاق کردیا بلکہ شہادت کے بعد بھی زہراء سلام اللہ علیہا کا انفاق خدا کی راہ میں جاری ہے۔ کربلا میں جو کچھ لُٹا وہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا سرمایہ لُٹا ہے۔ اللہ نے کس طرح دعا پوری کی؟ جو کچھ دامنِ سیدہ سلام اللہ علیہا میں تھا وہ سارا راہِ خدا میں پیش کردیا۔ خدا نے وہ دعا بھی قبول کرلی۔

## حضرت زہراؑ کی تین نسبتیں

آں کہ جاں در پیکرِ گیتی دمید

روزگارِ تازہ آئیں آفرید

بانوے آں تاجدارِ هَلْ اتیٰ

پہلی نسبت رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی، دوسری نسبت کس سے تھی؟

تاجدارِ ھل اتیٰ کون ہے تاجدارِ ھل اتیٰ؟

مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا

دوسری نسبت سیدہ سلام اللہ علیہا کو تاجدارِ ھل اتیٰ یعنی امیرالمومنینؑ سے ہے۔

مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا

پادشاہ و کلبۂ ایوانِ او

یک حسام و یک زرہ سامانِ او

مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق

مادرِ آں کارواں سالارِ عشق

زہراء سلام اللہ علیہا کی تیسری نسبت کس سے ہے؟ عشق کے سپہ سالار کی ماں فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے۔ کاروانِ عشق کے سپہ سالار کی مادر فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں۔ یہ علامہ اقبالؒ کہہ رہے ہیں۔ آخری جملہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ آخر میں اقبالؒ بہت ساری منقبت اور عقیدت کے اشعار لکھ کر یوں اس عقیدت نامہ کا اختتام کرتے ہیں۔

## بارگاہ حضرت زہراؑ میں اقبال کا اظہار عقیدت

رشتۂ آئینِ حق زنجیرِ پاست

یعنی دینِ اسلام، خدا کے دین سے تعلق و خدا کا دین رکاوٹ بن رہا ہے۔

پاسِ فرمانِ جنابِ مصطفیٰ ﷺ است

رسول اللہ ﷺ کا فرمان مانع بن رہا ہے۔ دینِ خدا اور فرمانِ مصطفیٰ ﷺ رکاوٹ ڈال رہا ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر یہ رکاوٹ نہ ہوتی تو اقبالؒ کیا کرتا؟

ورنہ گردِ تربتش گردید مے

سجدہ ہا بر خاکِ او پاشید مے

اللہ کے علاوہ اگر کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو اقبالؒ ساری عمر فاطمہ سلام اللہ علیہا کی تربت اور مزار کا طواف کرتا رہتا اور ساری عمر فاطمہ سلام اللہ علیہا کی قبر پر سجدے کرتا رہتا۔

## حضرت فاطمہؑ امت کیلئے اسوہ کاملہ

علامہ اقبالؒ کے نزدیک جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کا یہ مقام ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اقبالؒ کیسی ہستی، کیسی شخصیت ہیں کہ خود ہمارے لئے اقبالؒ بھی ناشناختہ ہیں۔ کربلا کا شناسا اقبالؒ ہے، حسینیت کو پہچاننے والا اقبالؒ ہے، مقامِ سیدہ سلام اللہ علیہا کا شناسا اقبالؒ ہے، مقامِ رسالت کا شناسا اقبالؒ ہے۔ توحید کے اسرار بیان کرنے والی ہستی اقبالؒ ہیں۔ یہ توحید و اہل بیتؑ کے اسرار جو علامہؒ نے بیان

کئے ہیں، ان کو سمجھنا باقی ہے علامہ اقبالؒ نے جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کی شخصیت کے بارے میں فرمایا کہ میرا یہ عقیدت نامہ اس لئے ہے کہ میں تمام جہانِ اسلام کے لئے جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کو اُسوۂ کاملہ اور نمونہ کے طور پر دیکھ رہا ہوں۔ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کی زندگی کا جو پہلو بہت ہی کم بیان ہوا ہے۔ وہ اہل اسلام کیلئے ان کا اسوہ اور نمونہ ہونا ہے۔

**خداوند متعال حضرت فاطمہؑ کا واسطہ رد نہیں کرتا**

دعائے توسل کے ابتدائی جملوں میں جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کو آپ بارگاہِ خداوند تعالی میں پیش کرتے ہیں کہ؛

"انا توجهنا واستشفعنا وتوسلنا بك الى اللّٰه"

چونکہ یہ جملہ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں ہے تو اُس طرح سے عربی قاعدے کے مطابق " ک " کے نیچے زیر پڑھیں گے۔

"وتوسلنابكِ الى الله وقدمناك بين يدى حاجاتنا"

اے بی بی! ہم اپنی حاجتوں کے لئے آپ کو خدا کی بارگاہ میں وسیلہ بنا کر پیش کرتے ہیں کہ خدا آپ کے ذریعے سے ہماری حاجتیں پوری کردے۔ ہمیں پتہ ہے کہ بی بی سلام اللہ علیہا کا واسطہ اللہ کو دیں گے تو ہماری حاجتیں پوری ہوں گی ۔علماء اور بہت سارے بزرگوں کا فرمانا ہے کہ اللہ کو کوئی واسطہ دیں، خدا مومن کی دعاء قبول کرتا ہے لیکن واسطۂ فاطمہ سلام اللہ علیہا خدا رَد نہیں کرتا۔ اس بی بی سلام اللہ علیہا کا واسطہ اگر اللہ کو دیں تو خدا یقیناً انسان کی دعا قبول کرتا ہے، بشرطیکہ دعا ہو۔

**اللہ تعالیٰ سے دعا اور اللہ تعالیٰ کو مشورہ**

ہماری اکثر دعائیں، دعائیں نہیں ہوتیں۔ ہم دعا نہیں کر رہے ہوتے بلکہ اکثر اللہ کو تجاویز اور مشورے دے رہے ہوتے ہیں۔ دعا اور چیز ہے، تجاویز اور چیز ہیں۔ آپ اکثر مریضوں کی عیادت کیلئے جاتے ہیں، عیادت کم کرتے ہیں ان کو تجاویز زیادہ دیتے ہیں۔ کسی کا گھر بن رہا ہے وہاں جب آپ مبارکباد دینے جاتے ہیں، مبارک کم اور مشورے زیادہ دیتے ہیں۔

کوئی شخص قرض مانگنے دوسرے مومن کے ہاں گیا کہ مجھے کچھ پیسے چاہئیں۔ تو انہوں نے پوچھا کس لئے پیسے چاہئیں؟ اس نے کہا میں نے ہاتھی خریدنا ہے۔ انہوں نے اس کو سمجھانا شروع کر دیا کہ ہاتھی کوئی فائدہ مند جانور نہیں، نہ دودھ دیتا ہے نہ اس کا مکھن ہوتا ہے، لسی بھی نہیں ہوتی۔ ہاتھی کی بجائے بھینس لے لو تو اس نے کہا کہ بھائی میں مشورہ لینے نہیں، پیسے لینے آیا تھا۔ عموماً ایسے ہی ہوتا ہے کہ آپ لینے کچھ جائیں تو دیتے کچھ اور ہیں اور ایک چیز جو سب دیتے ہیں وہ مفت کے مشورے اور تجاویز ہیں۔ بعض جگہ ان مشوروں کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض جگہ نہیں ہوتی۔، تجاویز مانگیں تو دے دیں۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ

''اُدۡعُونِیۡ......'' (سورہ مومن، آیت ۶۰)

تم مجھے پکارو

''اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ......'' (سورہ مومن، آیت ۶۰)

میں تمہاری پکار کو سنوں گا! تم خدا کو پکارو، خدا کو تجاویز مت دو! چونکہ وہ علیم بھی ہے اور خبیر بھی، وہ لطیف بھی ہے اور قدیر بھی۔ اسے کسی مشورے کی ضرورت نہیں۔ دعا کرو اور دعا کے ساتھ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا واسطہ ہو تو خدا آپ کی وہ دعا ضرور سن لیتا ہے۔ بچہ کبھی ماں کو پکارتا ہے، اماں اماں کہتا ہے اور کبھی کچھ اماں سے مانگتا ہے۔ ممکن ہے جو مانگ رہا ہو وہ اس کی مصلحت میں نہ ہو لیکن جب وہ بلاتا ہے، بعض اوقات ماں سنتی ہی نہیں، وہ ٹی وی دیکھ رہی ہے، ڈرامہ دیکھ رہی ہے، بچہ روتا رہتا ہے، اماں اماں کرتا ہے، اماں کے کان میں آواز ہی نہیں پڑتی۔ اگر پڑ بھی جائے تو اُٹھ کر دو لگا دیتی ہے کہ تُو مجھے ٹی وی بھی نہیں دیکھنے دیتا لیکن اگر یہ ماں جس کام میں مصروف ہو، بچہ ایک دفعہ کہے اماں اور وہ ہزار دفعہ کہے میرے پیارے اور بچہ جو مانگتا ہے وہ نہ بھی دے، صرف یہ اُس کو سن کر کہہ دینا، جی میرے لاڈلے! درحقیقت ماں کی ممتا، شفقت اس کو ہی کہتے ہیں۔ ہم جو تجویز دیتے ہیں وہ شاید ہمارے حق میں نہ ہو۔

**اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے سے خطاب:**

جب آپ کہتے ہیں یا اللہ! اور اللہ سن کر کہتا ہے

"سمع الله لمن حمده"

یہ کس نے مجھے پکارا ہے؟ میں نے سن لیا ہے۔ اے میرے بندے! میں نے تجھے سن لیا ہے۔ تُو مجھے بھول جاتا ہے لیکن میں تجھے بھولنے والا نہیں۔ تُو مجھ

سے دور ہو جاتا ہے میں تجھ سے دور نہیں ہوتا۔ تجھے میں یاد نہیں آتا، میں تو تجھے ہمیشہ یاد رکھتا ہوں اور میری یاد کی علامت یہ ہے،غور کر؟ تُو کبھی کبھی میری فکر میں ہوتا ہے جب پریشان ہو جاتا ہے، جب تنگ دست ہو جاتا ہے، اس وقت تُو میرے پیچھے آتا ہے لیکن میں تو ہمیشہ تجھے یاد رکھتا ہوں، تجھے خبر بھی نہیں ہوتی۔ یہ جوتُو سانس لیتا ہے، اگر یہی سانس تیرا اندر چلا جائے، اگر میں باہر نہ نکالوں، اگر میں تجھے تیرے حال پر چھوڑ دوں، تیری اندر گئی ہوئی سانس میں باہر نہ نکالوں اور میں تجھے بھول جاؤں تو تیرا کیا بنے گا؟ نفس نفس میں تجھے یاد میں رکھے ہوئے ہوں۔ جبکہ تُو مجھے یاد نہیں رکھتا، تُو مجھے بھول جاتا ہے۔

اللہ کو پکاریں اور خصوصاً جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کا واسطہ دے کر تو خدا ضرور جواب دیتا ہے، اس واسطے کو خدا ٹھکراتا نہیں ہے لیکن یہ ذہن میں رکھنا مقامِ سیدہ سلام اللہ علیہا خدا کی بارگاہ میں فقط اتنا نہیں ہے کہ تُو اپنی خواہشات کو حاجات بنائے اور اپنی حاجات کے سامنے سیدہ سلام اللہ علیہا کو رکھے اور حاجات کے آگے سیدہ سلام اللہ علیہا کو واسطہ بنا کر پیش کرے۔ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا اس سے بڑی ضرورت کے لئے خدا نے بنائی ہیں۔ ہم یہ نہ سمجھیں کہ صرف ہمیں حاجتوں کے لئے فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی ضرورت ہے۔ حاجات سے آگے کی بات ہے۔ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہماری حیات کی ضرورت ہیں نہ کہ صرف حاجات کی بلکہ حیاتِ ملت کی ضرورت ہے، حیاتِ دین کی ضرورت ہے، فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا حیاتِ اسلام کی ضرورت ہیں۔

## لٹی ہوئی قوم کی دھمال

آج ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے، علامہ اقبالؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عقیدت نامہ پیش کیا۔ اُردو نظم میں اقبالؒ بارگاہِ رسالت مآبؐ میں عقیدت نامہ پیش کرتے ہیں کہ

اے بادِ صباء کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے اُمت بیچاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی

اے بادِ صباء! میرا پیغام کملی والے کو جا کر دینا کہ آپ کی اُمت کے قبضے سے دین بھی نکل گیا ہے اور دنیا بھی نکل گئی ہے۔ دین و دنیا دونوں لُٹا کر بیٹھے ہیں۔

ملتِ پاکستان، مومنِ پاکستان، شیعہٗ پاکستان، آج اپنے ملک کو دیکھیں، آپ کے ملک میں کیا بچا ہے؟ اس ملک کی دنیا بھی لُٹ گئی، دین بھی لُٹ گیا۔ سب کچھ لے گئے۔ لُٹی ہوئی قوم یہاں پر بیٹھی ہوئی ہے، سب کچھ گنوا اور لُٹا کر بیٹھی ہے اور ابھی دھمال میں مصروف ہے اور یہ بڑا عجیب منظر ہے۔

مولانا رومیؒ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ صوفیاء اور درویش لوگوں کی ایک عبادت گاہ ہوتی ہے جس کو خانقاہ کہتے ہیں۔ درویش لوگ تارکِ دنیا ہیں، زندگی، دنیا، گھر، بیوی اور بچے سب کچھ چھوڑ کر اللہ کی راہ میں چلے جاتے ہیں اور ذکر وفکرِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں، ان کو درویش یا صوفی کہا جاتا ہے۔ یہ صوفی کھاتے ہیں لیکن کماتے نہیں ہیں۔ ان کا نعرہ یہ ہوتا ہے کہ ’’ کمائے گی

دنیا، کھائیں گے ہم‘‘۔ کسی نے دے دیا تو ٹھیک ہے کھا لیا، نہیں دیا تو خاموش، صبر کرلیں گے۔

**خر برفت وخر برفت**

وہ درویش کافی دنوں سے لوگوں کے منتظر تھے کہ کوئی شے کھانے کے لئے دیں لیکن کسی نے کچھ بھی نہیں دیا۔ لوگوں کے پاس اپنے کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا، نہ ہی گیس آتی تھی اور نہ ہی بجلی ہوتی تھی کہ اپنے لئے کچھ پکا تے۔ درویش کو کیا دیتے! درویش بھی بھوکا، لوگ بھی بھوکے۔ کئی دنوں کا بھوکا درویش گھر سے نکلا کہ کسی جگہ جائے۔ اس کو صوفیوں کی ایک خانقاہ نظر آئی۔ اس کے پاس سواری کے طور پر گدھا تھا، وہ اس پر بیٹھ کر صوفیوں کی عبادت گاہ چلا گیا۔ اس نے جا کر درویشوں سے کہا کہ کچھ کھانے کے لئے ہے! انہوں نے کہا کہ ہم تو خود ایک ہفتے سے بھوکے ہیں، منتظر ہیں کہ کوئی ہمیں لا کر دے۔ مہمان بھی بھوکا، میزبان بھی بھوکے، اب کیا کریں۔ وہاں جو پہلے سے صوفیاء بیٹھے ہوئے تھے، ان کے ذہن میں ایک تدبیر آئی، کیونکہ بھوکے ذہن کے پیٹ میں بہت تدبیریں آتی ہیں۔ اُن کے ذہن میں تدبیر آئی کہ یہ مہمان جو گدھا لایا ہے اس گدھے کو کاٹ کے پکا کر کھا لیتے ہیں۔ انہوں نے خادمِ خانقاہ کو اشارہ کیا کہ ہم اس کو باتوں میں لگاتے ہیں تم اس کا گدھا لے جا کر کاٹ لو۔ گدھا اس نے کاٹا، پکایا، شوربا بنایا، تکہ بنایا اور درویشوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ جب پیٹ بھر گیا تو اب انہیں دوبارہ ذکر وفکر یاد آیا، عبادت یاد

آئی۔ درویش کی عبادت محفل سماع ہوتی ہے، جس کو آپ اپنی زبان میں دھمال کہتے ہیں۔ ڈھول بجاتے اور اس کے ساتھ ناچتے ہیں ساتھ میں کوئی ذکر پڑھتے ہیں، اللہ ہُو، حق ہُو یا اس طرح کے درویشوں کے اذکار ہوتے ہیں۔ اس دن ان کا پیٹ بھرا، ہفتے کے بعد کھانا ملا، کھانا کھانے کے بعد انہیں یاد آیا کہ اب محفلِ سماع سجائی جائے، محفلِ سماع شروع ہوئی، اُدھر سے طبلہ بجنا شروع ہوا اور اِدھر سے درویشوں نے ناچنا شروع کیا۔ اُس دن جو وِرد انہوں نے رکھا وہ وِرد موقع کی مناسبت سے تھا چونکہ انہوں نے گدھا کھایا اور اس سے اُن کی جان بچی لہٰذا انہوں نے یہ ورد بنایا کہ جسے فارسی میں کہتے ہیں ''خر بہ رفت، خر بہ رفت اور خر بہ رفت'' گدھا گیا، گدھا گیا، گدھا گیا۔ یہ بڑی سُر اور ترنم کے ساتھ انہوں نے پڑھنا شروع کیا جب سب نے ناچنا شروع کیا تو ناچنا شروع کیا تو جو صوفی مہمان گدھے پر سوار ہو کر آیا تھا اسے یہ سن کر بہت مزہ آیا تو وہ بھی اٹھ کر دھمال میں شامل ہو گیا اور یہ بھی ان کے ساتھ گانے لگا۔ جب وہ سماع کی محفل ختم ہوئی تو اس نے سوچا کہ اب مجھے واپس جانا چاہیے۔ اس نے کہا اب میں جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے اللہ حافظ! تم جاؤ! کہا میرا گدھا لاؤ تاکہ میں جاؤں۔ انہوں نے جواب دیا کہ تمہارا گدھا تو ہم نے پکا کر کھا لیا، یہ سن کر وہ بہت ناراض ہوا کہ تم لوگوں نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ تو خادم نے کہا کہ میں تمہیں بتانے آیا تھا یہ جو خر برفت وخر برفت، گدھا گیا گدھا گیا کا ورد تم پڑھ رہے ہو، یہ تیرا ہی خر تھا۔ میں تمہیں

بتانا چاہتا تھا لیکن میں نے تجھے ناچتے ہوئے دھمال میں مشغول دیکھا تو میں سمجھا کہ تم بھی راضی ہو، اس لئے تو دھمال میں شامل ہو!

### اُمت رسول اللہ ﷺ کی حالت زار

توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ مُلا رومیؒ کی یہ مثال کیا ہے۔

اس شخص کی ساری متاع وہ گدھا تھا جسے انہوں نے اس کی غفلت سے کاٹ کر کھالیا اور دھمال شروع کردی۔ جنہوں نے کھایا وہ دھمال ڈالیں، اُن کا حق بنتا ہے لیکن جس کا گدھا لُٹ گیا، جس کا سامان لُٹ گیا وہ بھی غفلت میں اُن کے ساتھ شامل ہوگیا۔ علامہ اقبالؒ یہی نکتہ سمجھا رہے ہیں

اے بادِ صباء کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے اُمت بیچاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی

ان کا دین و دنیا دونوں لُٹ گئے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ دین و دنیا لُٹا کر پھر بھی دھمال میں شامل ہیں۔ یہ لُٹی ہوئی قوم، کیسے اس کو نجات ملے گی؟ کون اس کو بچائے گا؟ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کا اسوہ علامہ اقبالؒ پیش کررہے ہیں، کیوں اقبالؒ اتنے خاضع ہیں؟ کسی کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے یہ جملے نہیں کہے کہ اگر خدا کا آئین و دین مانع نہ ہوتا، اگر فرمانِ مصطفیٰ ﷺ رکاوٹ نہ ہوتا تو میں فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی قبر پر سجدے وطواف کرتا رہتا۔ کیا اقبالؒ بھی ہماری طرح فقط حاجتوں کے لئے بی بی سلام اللہ علیہا کا نام خدا کی بارگاہ میں پیش کرتے تھے؟ نہیں! اقبالؒ وہ بابصیرت انسان ہے جس نے دیکھا کہ اس کی اپنی ملت کا،

دین بھی اور دنیا بھی لُٹی ہوئی تھی۔ اقبالؒ بارگاہِ خدا ورسالت مآبؐ میں بیٹھ کر اس لُٹی ہوئی ملت کا لُٹا ہوا اثاثہ واپس لانے کے لئے خدا سے راستہ مانگ رہے ہیں اور اس راستے میں انہیں جو اُسوہ نظر آتا ہے وہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا اسوہ ہے۔

یہ مطالب غور وفکر کے لئے ہوتے ہیں، اگر آپ کی فکر مانتی ہے تو ان کو قبول کرو؟ اگر فکر نہیں مانتی تو قبول نہ کرو! امیر المومنین علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ اس لئے مبعوث نہیں فرمایا کہ عوام کو سامعین بنائیں اور وہ ان کی باتیں سن کر سر دھنتے رہیں۔

**بیداری عقل، انبیاء کی بعثت کا مقصد**

"ویثیروا لھم دفائن العقول"

خدا نے انبیاء کو اس لئے مبعوث کیا کہ ان لوگوں کی دفن شدہ عقلوں کو پھر سے جگائیں، ان کی فکروں کو ابھاریں، اگر عقل زندہ ہو جائے تو قوم کو نبی کی بات سمجھ میں آتی ہے۔ جس قوم میں عقل مر جائے اس کو اپنے نبی کی بات کبھی سمجھ نہیں آتی۔ کیوں قومِ نوحؑ، حضرت نوحؑ کی بات نہیں سمجھ سکی؟ آپؑ کی ساڑھے نو سو سالہ تبلیغ کا آخر میں کتنا نتیجہ نکلا کہ ایک کشتی بھی نہ بھر سکے! آج کل کی بعض سیاسی پارٹیوں کے بارے میں ایک مطبوعاتی محاورہ ہے کہ اُن کے پاس تو ایک ٹانگے کی سواریاں بھی نہیں ہیں، وہ سیاسی جماعت جو اپنے حامیوں کا ایک رکشہ بھی نہ بھر سکے تو وہ کیسی سیاسی جماعت ہے؟ حضرت نوحؑ کی تبلیغ

کے نتیجہ میں ایک کشتی بھی نہیں بھری ۔ یہ کوئی عظیم الشان کشتی نہیں تھی ، ان حضرتؑ نے اکیلے بنائی تھی ۔ وہ کشتی جانوروں سے بھرنا پڑی ، جوڑا جوڑا سب کا لیا ، ایک جوڑا گھوڑے کا ، ایک بکری کا ، ایک بھیڑ کا ، ایک جوڑا فلاں کا لیا ، کچھ انسان تھے اور باقی جانور۔ کشتی اُن سے بھری ۔ حضرت نوحؑ کی اتنی تھوڑی جماعت ، کیوں؟ باقی لوگوں نے کیوں نہیں سنا؟ اس لئے کہ باقیوں کی عقل بیدار نہیں تھی ۔ نبی کی بات اُس وقت سمجھ میں آتی ہے جب انسان کی عقل بیدار ہو جائے ۔ نبی کا مخاطب انسان کا معدہ نہیں ہوتا بلکہ انسان کی عقل ہے ۔ نبی پہلے انسان کی عقل کو جگاتا ہے پھر اس کو خطاب کرتا ہے ۔ سامری اور نبی میں یہی فرق ہے ۔ پیشہ ور اور پیغمبر میں یہی فرق ہے ۔ سامری پہلے عقل سُلاتا ہے پھر خطاب کرتا ہے ، نبی پہلے عقل جگاتا ہے پھر اس جاگی ہوئی عقل کو خطاب کرتا ہے ۔

**حضرت فاطمہؑ کی ناشناختہ شخصیت**

جہاں بھی موقع ملے ان باتوں پر فکر کریں ۔ بہت بڑے آسمان کو ایک چھوٹے سے سوراخ سے دیکھا جائے تو آسمان کتنا نظر آتا ہے ! جتنا سوراخ ہے اتنا ہی نظر آئے گا ۔ یہ قانون ہے ، قانونِ طبیعت ، قانونِ اللہ ، قانونِ عقلی ، یہ درست قانون ہے اور اس کو ہر جگہ آزمایا جا سکتا ہے ۔ ہم نے جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا و دیگر معصومینؑ کیلئے بھی یہی قانون بنا رکھا ہے ۔

حضرتِ سیدہ سلام اللہ علیہا کی شخصیت کو ششوں ، محنتوں ، زحمتوں و عقیدتوں کے باوجود

ابھی تک اتنا سمجھ نہیں آئی ہے جتنی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں۔ اتنی سمجھ آئی ہے جتنا ہماری آنکھوں کا سوراخ ہے، جتنا ہماری بصیرت کا سوراخ ہے۔ ہم بڑے محدود زاویہ سے بی بی سلام اللہ علیہا کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ وہ شخصیت ہمارے سامنے ابھی تک نہیں آئی جو خدا نے جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کی بنائی ہے۔ سیدۂ نساء العالمین، صاحب سِر ہیں۔ ہم نہیں سمجھ سکے، امام خمینیؒ نے بارگاہِ سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا میں حقِ مطلب ادا کیا۔ حقِ مطلب کیا ہے؟ وہی حقِ مطلب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں ادا کیا۔ خدا کی معرفت کا حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا کیا۔

”وما عرفناك حق معرفتك“

اے ہمارے پالنے والے! حق یہ ہے کہ ہم تجھے پہچان ہی نہیں سکے!

امام خمینیؒ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں یہی کہتے ہیں، "حق یہ ہے کہ ہم مان لیں کہ ان صدیوں میں بشر اس حقیقت کو نہیں پہچان سکے۔" ہم نے تنگ سوراخ سے جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کو دیکھا، کیا واقعاً بی بی سلام اللہ علیھا کو پہچانا! صدیوں میں جنابِ سید سلام اللہ علیہا کی جو شخصیت سامنے آئی اور جس کا نچوڑ آج ہمارے ذہنوں میں موجود ہے، منبروں سے جو بیان ہوتا ہے، وہ یہ ہے، کہ بی بی سلام اللہ علیہا ایک مقدس خاتون، متبرک خاتون ہیں اور ان کی تمام ہستی یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی، امیر المومنین علیہ السلام کی زوجہ اور معصومین علیہم السلام کی والدہ ہیں۔ بس یہی نسبتیں ہیں جن کی وجہ سے بی بیؑ عزیز ہیں۔

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کی شخصیت ہم نے فقط انہی نسبتوں کو مدنظر رکھ کر محدود

کردی کہ اگر ہمیں اللہ سے کوئی حاجت مانگنی ہو تو اُس وقت بی بی سلام اللہ علیہا کی دعا ہمیں چاہئے اور بی بی سلام اللہ علیہا ہم سے فقط یہ چاہتی ہیں کہ آپ میرے بیٹے کے لئے رویا کریں؟ بی بی سلام اللہ علیہا کا ہم سے اس سے زیادہ کوئی اور مطالبہ نہیں ہے کہ بس میرے شہید بیٹے کے لئے، سید الشہداء علیہ السلام کے لئے آپ گریہ، آہ و بکاء کیا کرو؟ ہمیں تو بس یہی بتایا گیا ہے۔

ہماری نظر میں بی بی سلام اللہ علیہا نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں جو کچھ کیا وہ ایک تو گھریلو کام کئے، چکیاں چلائیں، بچے تربیت کئے اور لوگوں کو درسِ اخلاق دیا۔ساتھ بی بی سلام اللہ علیہا نے آخری عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد خصوصاً اپنی لٹی ہوئی جائیداد کے لئے اقدام کرتے ہوئے جا کر کیس کیا، اعتراض کیا، مسجد میں جا کر خطبہ دیا اور بی بی سلام اللہ علیہا کو اپنی جائیداد فدک کا وہ حق نہ ملا، جس کی وجہ سے وہ ناراض ہوگئیں اور جس کو بھی اس کی پراپرٹی نہ ملے تو اس کو رنجش پیدا ہو جاتی ہے۔ بی بی سلام اللہ علیہا کے دل میں جائیداد کی یہ ذاتی رنجش پیدا ہوئی اور وہ اس رنجش کو لے کر اس دنیا سے چلی گئیں! یہ ہماری بی بی سلام اللہ علیہا کے بارے میں کل معرفت ہے۔

**حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی مظلومیت کا ایک پہلو**

یہ ہماری کل معرفت ہے جسے ہم نے چند جملوں میں عرض کیا ہے۔ یہ معرفت ہمیں منبروں پر بتائی گئی ہے جسے سب بچے، بڑے، مرد و خواتین جانتے ہیں۔ حضرتِ زہراء سلام اللہ علیہا کی ساری مظلومیت بھی یہی بتائی گئی ہے کہ کہ بی بی سلام اللہ علیہا

کو اُن کا حق یعنی وہ پراپرٹی، وہ باغ واپس نہیں کیا گیا۔ حقیقتاً ہم نے بہت ہی تنگ سوراخ سے بی بی سلام اللہ علیہا کی عظمت کو دیکھا ہے۔

مظلومیتِ حضرتِ زہراء سلام اللہ علیہا کا ایک پہلو یہ ہے کہ شخصیتِ حضرتِ زہراء سلام اللہ علیہا کو بہت محدود نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ بی بی سلام اللہ علیہا نے جو قیام کیا، ہم نے اس کو فقط جائیداد کا جھگڑا سمجھ لیا ہے۔ فقط بی بی سلام اللہ علیہا کی جائیداد لُٹ گئی، فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا باغ لُٹ گیا لہٰذا جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے قیام کیا! خداوند تبارک وتعالیٰ نے شانِ حضرتِ سیدہ سلام اللہ علیہا کو کن الفاظ میں بیان کیا؛

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ (سورہ کوثر، آیت ۱)

اے رسول! آپ پریشان نہ ہوں، ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے۔ کوثر، یعنی ختم نہ ہونے والی خیر۔ خیر کا ایسا منبع جو قیامت تک ختم نہ ہوگا۔ وہ خیر کا منبع، چشمہ ہم نے آپ کو عطا کر دیا ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ☆ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ

(سورہ کوثر، آیت ۲ تا ۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت زیادہ مرتبہ شانِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بیان فرمایا، متعدد مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا؛

”فاطمة بضعة منی“

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے، فاطمہ میرا لختِ جگر ہے،

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کی شخصیت وہستی کو ہم نے بہت محدود کر دیا ہے۔ ذاتی

رنجش، فقط اپنی جائیداد کی پرواہ وفکر و جھگڑا و احتجاج، مالِ دنیا، باغ اور چند افراد سے وہ بھی ذاتی رنجش لے کر اس دنیا سے چلی گئیں۔ یہ حقِ زہراء سلام اللہ علیہا نہیں ہے، یہ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا پر ظلم ہے۔ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا عصمتِ کبریٰ اور معصومہ ہیں۔ اللہ نے جس کو کوثر کہا ہو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کو پارۂ تن کہا ہو اور امامِ حجت (عج) فرماتے ہیں کہ

"ہم معصومینؑ مومنین کے لئے اسوہ ہیں اور جنابِ زہراء سلام اللہ علیہا معصومینؑ کے لئے اسوہ ہیں!"

**فاطمہؑ مظہرِ رضاءِ الٰہی**

حدیثِ دیگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

"خدا کی رضا فاطمہ سلام اللہ علیہا کی رضا میں ہے اور خدا کا غضب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے غضب میں ہے۔"

یعنی اللہ نے اپنی رضا کا مظہر جنابِ زہراء سلام اللہ علیہا کو قرار دیا ہے اور اپنی ناراضگی کا مظہر بھی جنابِ زہراء سلام اللہ علیہا کی ناراضگی کو قرار دیا ہے۔ اللہ حکیم ہے، اللہ صاحبِ مشیت ہے، اللہ عادل ہے اور خدا اُس شخص، اس ہستی اور اس انسان کو اپنی رضا کا مظہر قرار نہیں دیتا جو لوگوں سے ذاتی رنجش رکھتا ہو۔ کسی ذاتی رنجش والے کو اللہ اپنا مظہر نہیں بناتا۔ اللہ اس کو اپنی رضا کا مظہر بناتا ہے جو فقط خدا کے لئے راضی ہوتا ہے، جو فقط اللہ کے لئے ناراض ہوتا ہے، لہٰذا فاطمہ سلام اللہ علیہا مظہرِ رضائے خدا ہیں۔

### اس ملت کو اسوہ کی ضرورت!

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کو سمجھنے کے لئے بصیرت کی ضرورت ہے۔ یہ تنگ معرفت کا زاویہ کھولنے کی ضرورت ہے۔ بی بی سلام اللہ علیہا نے قیام کیا۔ اقبالؒ فرمارہے ہیں کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اُسوہ ہیں۔ کیوں اقبالؒ حاضر ہیں کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی قبر پر سجدے اور طواف کریں؟ اس لئے کہ اقبالؒ ملتِ اسلامیہ کے درد شناسِ ہیں۔ اقبالؒ کا سب سے بڑا درد یہ لُٹی ہوئی ملت ہے، جس کا دین بھی لُٹ گیا، جس کی دنیا بھی لُٹ گئی۔ اس لٹی ہوئی ملت کو اقبالؒ نجات دینا چاہتے ہیں اور اس نجات کے لئے اقبالؒ جو نمونے تلاش کرتے ہیں اُن تمام نمونوں میں اقبالؒ کو جنابِ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہی نظر آتی ہیں۔ آج کی ملت کی نجات فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہیں۔ اس لئے فرماتے ہیں کہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اسوۂ کاملہ ہیں، نمونہ اور رول ماڈل ہیں۔ اسوہ وہ ہوتا ہے کہ جس کی اقتداء کی جائے، جس کے پیچھے چلا جائے، جس کے طرزِ عمل کو اپنایا جائے۔

### امت کی نجات کیلئے سرمشق کی ضرورت!

کربلا کی طرح فاطمیہ بھی سرمشق ہے۔ سرمشق، یہ پرانے بزرگ جانتے ہیں جو مکتب میں پڑھے ہوئے ہیں، آج کل کے اکیڈمیوں میں پڑھے ہوؤں کو سرمشق کا نہیں پتہ۔ اُن کی جگہ دوسرے الفاظ آگئے ہیں۔ اگرچہ اس موضوع کی تکمیل کیلئے ایک اور موضوع کو بھی شامل کرنا پڑے گا جو کسی اور مناسبت سے عرض کیا تھا ''کربلا بعنوانِ سرمشق''

سرمشق، فارسی لفظ ہے اور اردو میں استعمال ہوتا ہے۔ ٹیچر یا معلم جو کچھ بورڈ کے اوپر لکھتا ہے، وہ ایک عبارت جس کو خوشخط لکھتا ہے اور پھر بچوں کو کہتا ہے کہ اس کو دیکھ کر آپ بھی لکھو؟ اس کی مشق کرو؟ تو کلاس میں ٹیچر نے جو کچھ لکھا ہے، جیسے ٹیچر نے اللہ کا لفظ لکھا۔ معلم نے تو یہ لفظ ایک دفعہ لکھا لیکن بچوں کو کہتا ہے کہ تم سب اس اللہ کو سو سو دفعہ لکھو؟ تاکہ تمہارا خط اچھا اور پختہ ہو جائے، جو ٹیچر نے لکھا ہے اسے سرمشق کہتے ہیں اور اس کو دیکھ کر جو بچے اپنی تختیوں یا کاپیوں پر لکھتے ہیں اس کو کہتے ہیں مشق۔

پرانے زمانے کی کلاسیں اور ٹیچر اور شاگرد ایسے ہوتے تھے، استاد سرمشق لکھتے تھے اور بچے مشق کرتے تھے۔ آج کل اُلٹ ہو گیا ہے۔ آج کل اسٹوڈنٹ فیس دیتے ہیں اور ٹیچر سرمشق بھی اور مشق بھی دونوں خود ہی کرتے ہیں۔ اُن کا کام صرف یہ ہے کہ ٹیوشن کے پیسے لیں اور مشق وسرمشق خود لکھ کر دو! کیونکہ ہمارا گیم کا ٹائم ہو گیا ہے۔

پس جو معلم لکھتا ہے اس کو کہتے ہیں سرمشق اور اس کو دیکھ کر جو بچہ اپنی کاپی پر لکھتا ہے وہ ہے مشق۔ ایک اور فرق یہ ہے کہ سرمشق کو معلم فقط ایک دفعہ لکھتا ہے اور بچہ اسکو بار بار لکھتا ہے۔ بار بار لکھنے کو ہی مشق کہتے ہیں

ہم نے جنابِ زہراء سلام اللہ علیہا کو حاجتیں پوری کرنے کے لئے تو یاد رکھا ہوا ہے لیکن جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کے عمل کو اپنی زندگی کی سرمشق نہیں بنایا۔ سرمشق کے طور پر نہیں مانا! کیوں؟ اس لئے کہ اس پوری دنیا کے اندر کوئی مشقِ فاطمی کرتا ہوا

نظر ہی نہیں آ تا! زہراء سلام اللہ علیہا نے جو سر مشق لکھی ہے وہ اپنے لہو سے لکھی، اپنے زخمی پہلو سے لکھی، شیعہ کے لئے درس لکھا، شیعہ کے لئے اسلام لکھا، یہ کس لئے لکھا؟ اس لئے یہ سر مشق لکھ کر اس دنیا سے جا رہی ہوں، تا کہ قیامت تک آنے والوں کا کام اس کو دیکھ کر اس کی مشق کرنا ہے، اگر میری سر مشق کی مشق کرو گے تو تمہاری دنیا بھی نہیں لُٹے گی اور تمہارا دین بھی محفوظ رہے گا۔

### علیؑ کا استقبال جو علیؑ کو پسند نہیں

امیر المومنین علیہ السلام کی ایک حدیث ہے جو امام علیہ السلام کی نہج البلاغہ میں حکمت نمبر ۳۷ میں ہے جس میں امیر المومنین علیہ السلام خود فرماتے ہیں کہ جو جنگِ صفین کے حوالے سے ہے کہ جب حضرتؑ نے کوفہ سے جنگ کے لئے لشکر تیار کیا اور لشکر تیار کر کے جب صفین، شام کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں انبار شہر سے گزر رہوا۔ ابھی بھی عراق میں اُس شہر کا نام انبار ہی ہے جو اس وقت ڈویژن ہے یا ڈسٹرکٹ ہے یہ اردن اور سوریا کے بارڈر کے ساتھ ہے

اس شہر کے قریب سے امیر المومنین علیہ السلام اپنا جنگی لشکر لے کر گزر رہے تھے، امیر المومنین علیہ السلام خود زِرہ پہنے ہوئے، خود جنگی خَود پہنے ہوئے، ہاتھ میں ذوالفقار لئے ہوئے۔ یہ ذہن میں رکھنا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے ہاتھ میں ہمیشہ ذوالفقار ہوتی تھی۔ ایک مفصل بڑی فوج لے کر خود آگے آگے جا رہے ہیں۔

انبار شہر میں کچھ مومنین، ماننے والے اور عام لوگ بھی استقبال کے لئے

نکلے اور آپؑ کا استقبال کرنے کے لئے آئے۔ کیونکہ بالآخر خلیفۂ مسلمینؑ، امیر المومنینؑ، حاکمِ اسلامی کے آنے کا جب انہیں پتہ چلا تو آ کر انہوں نے امامؑ کا استقبال شروع کیا۔ جب امیر المومنین علیہ السلام نے ان کا یہ استقبال دیکھا تو بہت تعجب کیا! اور تعجب کے ساتھ پوچھا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ انہی کے ایک ترجمان نے بتایا کہ یہ آپ کا استقبال کر رہے ہیں! کیسے استقبال کر رہے تھے؟

**دھمالی اور بھنگڑا لولوگ**

نہج البلاغہ کے الفاظ ہیں

"فترجلوا له واشتدوا بين يديه"

یہ دو جملے، ترجل، رجل سے ہے، رجل ٹانگ کو کہتے ہیں۔ ایک ٹانگ اٹھانا دوسری ٹانگ رکھنا، اس کو تَــرَجُّــل کہتے ہیں۔ یعنی وہ اُچھل کود رہے تھے، دھمال ڈال رہے تھے۔ مولیٰ کو دیکھتے ہی انہیں بھنگڑا یاد آ گیا اور ساتھ ہی اُچھل کود رہے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا:

"ما هذا الذى صنعتموه"

تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ کہا کہ یہ آپ کا استقبال کر رہے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ کیسا استقبال ہے؟ کہا اس سے پہلے ہم سب کا ایسے ہی استقبال کرتے تھے۔ اُن کو امامؑ کی یہ بات سن کر بہت تعجب ہوا کہ یہ پہلے امیر آئے ہیں جن کو ہمارا استقبال پسند نہیں آیا! بھنگڑا اور دھمال پسند نہیں آئی۔

## امیر المؤمنینؑ کی مذمت

حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! تمہارے اس عمل سے نہ تمہارے امیرؑ کا کوئی فائدہ ہے اور نہ تمہارا اس کے اندر کوئی فائدہ ہے۔ یہ تمہارے لئے دنیا میں صرف تھکاوٹ اور آخرت میں شقاوت ہے۔ اگر تم نے میرا استقبال کرنا تھا، ایک ایسے امیر کا جو جنگ کے لئے دشمن کے مقابلے میں جارہا ہے تو تمہیں کیسے آنا چاہئے تھا؟ تمہارے ہاتھ میں تلواریں ہونی چاہئیں تھیں! تمہارے پاس گھوڑے اور زرہیں ہونی چاہئیں تھیں اور تم لشکر بنا کر میرے لشکر میں آکر شامل ہوتے، مجھے اس چیز کی ضرورت تھی۔ جنگ کے زمانے میں سپہ سالار جنگجوؤں کا منتظر ہوتا ہے اور جو جنگجوؤں کا منتظر ہو اس کے لئے کون آئے؟ فقط دھمالی اور بھنگڑالو۔

## امیر المؤمنینؑ کا تذکر

حضرتؑ کہہ رہے تھے کہ میں منتظر تھا کہ کوئی جنگجو و مجاہد آئے گا، مجاہد کی بجائے کون آیا؟ بھنگڑالو اور دھمالی! فرمایا میں تمہیں کیا کروں؟ اور وہ بھی حیران تھے کہ پہلے جو بھی امیر آتا تھا وہ خوش بھی ہوتا تھا اور اسی بھنگڑے کے پیسے بھی دے کر جاتا تھا، یہ پہلا امیر آیا ہے جس کو بھنگڑا پسند نہیں ہے، نہ انعام دیا، نہ شاباش دی، نہ ہی اس کو پسند کیا!

امیر المومنین علیہ السلام جب امیر و حاکم بنے تو لوگوں سے کہا کہ وہ جو تمہاری عادتیں بن چکی ہیں وہ تمہیں بدلنا پڑیں گی؟ چونکہ اُن عادتوں کے تحت تم میری

عدالت کو تحمل نہیں کرسکتے اور میری عدالت کو برداشت کرنے کے لئے تمہیں اپنی عادتیں بدلنا پڑیں گی لیکن بعضوں نے وہ اپنی پرانی عادتیں نہیں بدلیں! لہٰذا پھر ان کا کیا ہوا؟ وہ لوگ امیر المومنین علیہ السلام کو چھوڑ کر چلے گئے۔ انہوں نے لشکر بنالئے اور ویزہ لئے بغیر شام چلے گئے۔ یہی جو دھمالوں اور بھنگڑوں میں مشغول تھے جا کر شامیوں کے ساتھ مل گئے! آج ملتِ پاکستان کو بیدار ہونا ہے، یہ دھمال کا وقت نہیں ہے!

**ملت کو مشق کی ضرورت**

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے دیکھا کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد صورتحال کیا ہوگئی ہے؟ وہ جو ملتِ پاکستان کو اس وقت اسوہ چاہیئے! جو مشق چاہیئے، آج ملتِ پاکستان کو مشقیں کرنی ہیں جبکہ ہم نے ابھی تک کوئی مشق نہیں کی صرف رسمیں ادا کی ہیں۔ فقط رسمیں ادا کی ہیں مشقوں کا ہمیں وقت ہی نہیں ملا! نہ کربلا کی مشقیں ہم نے کیں، نہ فاطمی مشقیں کیں، نہ حسینی مشقیں کیں، نہ علوی مشقیں کیں۔ جبکہ سرمشق تو موجود ہے، کربلا سرمشق ہے جو لہو سے تاریخ کے ماتھے پر لکھی ہوئی ہے،، زمانے کے اوپر لکھی ہوئی ہے، دنیا کی سب سے بڑی سرمشق، نمایاں سرمشق کربلا و عاشورا ہے!

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے اپنے لہو سے مشق لکھی، اپنی شہادت سے مشق لکھی، سرمشق لکھی تاکہ آنے والے میرے پیروکار، میرے شیعہ اس کی مشق کریں۔ کس کی مشق؟ اس وقت کیا ہوا تھا؟ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے

فوراً بعد بلا فاصلہ چند دنوں کے اندر، بظاہر چار دن نقل کئے جاتے ہیں کہ یہ اتفاق رونما ہوا۔حکومت بھی بن گئی، البتہ جس دن رسول اللہ ﷺ کی رحلت ہوئی تھی اسی دن حکومت بن گئی لیکن ویسے نہیں بنی جیسے رسول اللہ ﷺ بتا کر گئے تھے،اس طرح نہیں بنی! کیوں نہیں بنی؟ اس کی وجوہات بہت روشن و واضح ہیں۔

## رسول اللہ ﷺ کا اعلان حکومت

رسول اللہ ﷺ نے بھی چھپ کر حکومت نہیں بنائی تھی! بلکہ آپؐ برملا حکومت بنا کر گئے تھے۔ایک خاص اہتمام کر کے گئے تھے تا کہ کوئی بھی اس کو بھلا نہ سکے! آخری حج، آخری سفر، آخری خطبہ وآخری اہتمام اور ایک ایسی جگہ جہاں رکنے کے لئے کوئی انتظام نہیں،کوئی سایہ نہیں، کاروانِ حج کو کڑکتی دھوپ پر روک کر، اُمتِ اسلامیہ کو روک کر وہاں پر انوکھے طریقے سے، پالانوں کا منبر بنا کر اور پھر کھڑے ہوکر، اعلان کر کے، لوگوں سے اقرار لے کر فرمایا: کہ لوگوں اب تک بتاؤ تمہارا اختیار کس کے پاس تھا؟ سب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے پاس تھا، آپ ہمارے صاحبِ اختیار تھے۔فرمایا اگر تم مانتے ہو کہ آج تک تمہارا اختیار اللہ کی طرف سے میرے پاس تھا، اسی اللہ کا فرمان ہے کہ میرے بعد تمہارا اختیار اس علیؑ کے ہاتھ میں ہے، اب میرے بعد یہ علی تمہارا ولی ہے۔ولی یعنی صاحبِ اختیار!

رسول اللہ ﷺ نے سب کے سامنے حکومت کا اعلان کیا اور اپنے جانشین

کا اعلان کیا۔

## آپؐ کے اعلانِ حکومت پر آیات کا نزول

امام خمینیؒ فرماتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کا سیاسی اعلان تھا۔ رسول اللہ ﷺ یہ اپنا سیاسی اعلان کر کے جا رہے ہیں۔ اگر ایک حاکم اپنے بعد کیلئے حاکم مقرر کرے تو اس کو آج کی زبان میں کیا کہتے ہیں؟ اس کو سیاست ہی کہتے ہیں۔ یہی رسول اللہ ﷺ کی سیاست تھی۔ اس اہتمام سے اکٹھا کر کے ولایتِ امیر المومنین علیہ السلام کا اعلان کیا اور جونہی اس ولایت کا اعلان ہوا، ولایت کے اعلان کے لئے اللہ نے جو اہتمام کیا اور جو اعلان ہو گیا پھر خدا نے آیت بھی نازل کی، پہلے آیت تاکید کے ساتھ نازل کی کہ:

"یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ......" (سورہ مائدہ، آیت ۶۷)

اے رسول! پہنچا دے یہ پیغام جو اللہ نے دیا ہے، اگر یہ پیغام نہ پہنچا تو رسالت کا کوئی بھی کام انجام نہیں پایا، پہنچا دیں

"وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ......"

خدا آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔ جب اعلان ہو گیا پھر آیت نازل ہوئی

"اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ..." (سورہ مائدہ، آیت ۳)

آج کافر و دشمن دین سے مایوس ہو گئے! یہ کیوں مایوس ہو گئے کیونکہ دین کو قلعہ مل گیا ہے، دین کو حفاظت کا نظام مل گیا ہے، سہارا مل گیا ہے۔ رسول اللہ

ﷺ یہ اعلان اس دنیا سے کر کے گئے اور دو مہینہ دس دن اس اعلان کے بعد رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ دو مہینہ دس دن بعد کیا ہوا؟

## امیرالمؤمنینؑ اور آپؑ کے انصار

یہ بہت اہم مسئلہ ہے کہ اُس وقت لوگ کیا کر رہے تھے؟ اُمت کیا کر رہی تھی؟ امیر المومنین علیہ السلام اپنے انصار و اپنے ساتھیوں و رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ کی تدفین کا انتظام و اہتمام کر رہے تھے۔ چونکہ یہ معمولی حادثہ نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی رحلت غیر معمولی حادثہ تھا۔ اکثر مسلمان اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے جنازے میں شرکت کے لئے تیار کر رہے تھے، سوگ وعزاداری کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کر رہے تھے اور سب منتظر تھے کہ کس طرح کب جنازہ ہوگا اور ہم نے شرکت کرنی ہے، تشیع کرنی ہے اور ظاہر ہے سب کے ذہنوں میں ایک سوگ و دکھ وعزاء تھی چونکہ حبیبِ خدا وحبیبِ دلِ مومنین اس دنیا سے رخصت ہو گئے تھے۔

## رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سیاسی پارٹیوں کا وجود

اکثر لوگوں کے دلوں کے اندر صدمہ تھا لیکن اس وقت یا اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سیاسی پارٹیاں بھی وجود میں آ چکی تھیں جنہوں نے اظہار یا اعلانِ وجود نہیں کیا تھا مگر دو گروہوں کے اندر، ایک سیاسی پارٹی انصار کے اندر اور ایک سیاسی پارٹی مہاجرین کے اندر وجود میں آ چکی تھی لیکن

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنا اعلانِ وجود نہیں کیا تھا، لیکن پارٹیاں تھیں اگرچہ ان میں زیادہ افراد نہیں تھے، چند افراد جو پہلے سے سیاسی ذہنیتیں رکھتے تھے اوران کو یہ معلوم تھا کہ یہ دن آنے ہیں اوران دنوں کے لئے انہوں نے مکمل پلان اور تیاری کر کے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک پارٹی نے میٹنگ بلائی اور رسول اللہ ﷺ کے اعلان کو فراموش کر کے حکومت کا فیصلہ کرلیا، دوسری پارٹی کو خبر ملی، یہ فوراً وہاں پہنچے، چند افراد اُس پارٹی کے، چند افراد اِس پارٹی کے، صرف یہ چند افراد جمع ہوئے، انہوں نے اُن کا فیصلہ کالعدم قرار دے کر اُن سے اپنا فیصلہ کروالیا بہرکیف لوگوں کے اندراس فیصلہ کا اعلان ہوگیا۔ توجہ فرمائیں! لوگوں نے اعلان سنا، یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا بھی اعلان سنا تھا۔ اب اُمت کا امتحان شروع ہوا۔ ایک طرف سیاسی پارٹی کا اعلان اور ایک طرف رسول اللہ ﷺ کا اعلان جو حکمِ خدا سے ہوا تھا۔

**عوام کی آزمائش کا آغاز!**

عوام کا امتحان یہاں ہوتا ہے کہ ایک طرف اللہ کا نظام اور ایک طرف سیاسی جماعتوں کا نظام اور ایسی ہی قومیں اپنا امتحان دیتی ہیں اور جب قومیں فیل ہوجاتی ہیں، ناکام ہوجاتی ہیں تو فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اکیلی میدان میں آجاتی ہیں۔ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا اب میدان میں آتی ہیں۔ دیکھتی ہیں کہ کوئی بھی میدان میں آنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ سب کے سب، معمولی لوگ نہیں تھے، رسول

اللہ ﷺ کے صحابہ بہت بڑی شخصیات تھیں، ان کے اندر غیر معمولی لوگ تھے انصار میں بھی اور مہاجرین کے اندر بھی۔ مفسرِ قرآن، کاتبِ وحی، حافظ ِ قرآن، فقہاء، مبلغِ دین، ایک سے بڑھ کو ایک ہستی و شخصیت، یہ سب موجود ہیں البتہ اس میٹنگ میں ان میں سے اکثر نہیں تھے لیکن اعلان انہوں نے بھی سنا، عوام نے بھی اعلان سنا!

**عوام اور خواص کی تعریف!**

عوام کن کو کہتے ہیں اور خواص کن کو کہتے ہیں؟ رہبر معظم نے یہ فرق بیان کیا ہے۔ عوام اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو سوچے بغیر کچھ شخصیات سے متأثر ہو کر، اُن کے پیچھے چل پڑتے ہیں، ان کو عوام کہتے ہیں اور جو سوچ کر کوئی راہ اپناتے ہیں انہیں خواص کہتے ہیں۔ اس میں پڑھا لکھا ہونا ضروری نہیں، اُس زمانے میں اکثر پڑھے لکھے نہیں تھے۔ آج بھی ایسا ہی ہے، بہت سارے لوگ پڑھے لکھے نہیں ہیں لیکن ہر کام سوچ کر کرتے ہیں، دیکھا دیکھی نہیں کرتے۔ جو سوچ کر راستہ اپنائے وہ خواص میں سے ہے، اگرچہ وہ غلط راستہ ہی کیوں نہ ہو لیکن اس نے وہ سوچ کر اپنایا ہے اور جو دیکھا دیکھی، کسی سے متاثر ہو کر چل پڑے یہ عوام ہے۔

**عوام اور خواص کی خاموشی!**

عوام بھی خاموش، خواص بھی خاموش۔ کس بات پر؟ آیا یہ معمولی مسئلہ ہوا تھا؟ یا نہیں یہ غیر معمولی مسئلہ تھا؟ اللہ کا نظام جو رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا

تھا اور بہت دور بھی نہیں! بلکہ دو مہینہ دس دن پہلے غدیر کے اندر، خُمِ غدیر میں اعلان کیا تھا۔ اُس اعلان کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اب مصلحتوں کی خاطر خواص چپ، عوام بھی خاموش۔ عوام کیوں خاموش ہیں؟ اس لئے کہ اُدھر اتنی بڑی بڑی شخصیات ہیں جنہوں نے یہ کام کیا ہے اور اتنی بڑی شخصیات کے فیصلے کے سامنے کسی کی جرأت نہیں ہے کہ وہ اظہارِ رائے کرے! خواص کیوں چپ ہیں؟ خواص اس لئے چپ ہیں کہ اگر بولے تو انتشار پھیل جائے گا۔ انتشار سے بچنے کے لئے چپ رہے، عوام اُن شخصیات سے متأثر ہو کر چپ ہو گئے۔ مدینے کے اندر سکوتِ مطلق۔ یہاں پر جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے قیام کیا! یہاں پر جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے سرمشق لکھی اور میدان کے اندر آ گئیں۔ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کو بہانہ چاہئے تھا!

## خدا کی حکومت کے مقابلے میں پارٹی حکومت کا پہلا فرمان

پارٹی کی حکومت جب وجود میں آئی تو حکومت نے پہلا فرمان جاری کیا، حالانکہ حکومت کے لئے بڑے بڑے کام تھے جو انجام دینا چاہئے تھے لیکن حکومت نے سب سے پہلا فرمان یہ جاری کیا کہ فدک فاطمہ سلام اللہ علیہا سے واپس لے لیا جائے اور اس کو حکومت کی ملکیت میں ڈالا جائے۔ یہ اس حکومت کا پہلا فرمان، پہلا نوٹیفیکیشن تھا۔ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے جب یہ سنا کہ یہ نوٹیفیکیشن حکومت نے جاری کیا ہے تو جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے تیاری کی۔ وہ تیاری تاریخ میں لکھی ہوئی ہے۔ مکمل لباس پہنا، مقنعٰی پہنا، مقنعے کے اوپر چادر وردا پہنی اور یہ ردا اتنی

لمبی تھی کہ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کے پاؤں کے نیچے آ رہی تھی۔ چند خواتین جو گھر کے اندر تھیں اُن کو لے کر مسجد النبیؐ کی طرف گھر سے نکلیں، پہلے پیغام بھجوا دیا کہ بی بی سلام اللہ علیہا آ رہی ہیں۔ وہ لوگ بھی پہنچ آئے، عوام میں سے بھی کچھ لوگ آئے، خواص میں سے بھی کچھ آئے، حکومتی لوگ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ بی بی سلام اللہ علیہا آئیں اور مسجد کے صحن کا بی بی سلام اللہ علیہا کے گھر سے دروازہ نکلتا تھا لیکن بی بی سلام اللہ علیہا اُس دروازے سے مسجد میں داخل نہیں ہوئیں۔ مین دروازے سے آئیں، پبلک گیٹ سے آئیں۔ پہلے جب بھی مسجد میں جایا کرتی تھیں تو اُس مخصوص دروازے سے جاتی تھیں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اس ایک ہی دروازے کو کھولنے کی اجازت دی تھی، مسجد کا شخصی، پرائیویٹ دروازہ ایک ہی تھا، باقی سب بند کروا دیئے تھے۔ سب حجروں کے دروازے بند کروا کر صرف ایک جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کے حجرے کا دروازہ مسجد میں کھلا رہا چونکہ سیدہ سلام اللہ علیہا کا مسجد النبیؐ میں اسی دروازے سے آنا جانا ہوتا لیکن آج اُس دروازے سے نہیں گئیں۔ بلکہ اپنے حجرے سے باہر نکل کر اُس مین دروازے سے جہاں سے سارے لوگوں کا آنا جانا تھا اس دروازے سے گئیں۔

**امت کو غلطی کا احساس دلانا!**

راوی کہتا ہے کہ ہم نے دقت کی، آج فاطمہ سلام اللہ علیہا کی چال چلنے کا انداز ہُو بہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا تھا۔ اسی طرح قدم اٹھا رہی تھی۔ بتا رہی تھی کہ آج میں امرِ رسالت انجام دینے جا رہی ہوں۔ تأثر دے رہی تھی کہ آج کسی اور کام

کے لئے نہیں جا رہی۔ پہنچ گئیں، مسجد میں جا کر حکم دیا گیا کہ آدھی مسجد کے بیچ میں پردہ آویزاں کیا جائے۔ زنانہ حصہ بنایا گیا۔ بی بی سلام اللہ علیہا اُن خواتین کے ہمراہ بیٹھیں اور بیٹھتے ہی بی بی سلام اللہ علیہا نے رونا شروع کیا۔ مسجد کے اندر اس قدر کہرام برپا ہوا کہ سب رونے لگے، عوام رونے لگے، صحابہ رونے لگے، اس گریہ کے بعد بی بی سلام اللہ علیہا خاموش ہوئیں، گریہ تھوڑا کم ہوا تو بی بی سلام اللہ علیہا نے خطبہ شروع کیا۔ اس خطبے کے اندر ایک ایک حمد و ثنائے پروردگار، شہادتِ وحدانیتِ خداوند تبارک وتعالیٰ، اس کے بعد فلسفۂ دین، حکمِ دین، قرآن کی حکمت و امامت کی تشریح۔ خصوصیت کے ساتھ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے یہ ساری تمہید باندھی اس لئے کہ اُمت کو متوجہ کرے، اے اُمت! خدا نے تمہارے لئے امامت کا نظام بنایا ہے۔ تم کس راہ پر چل پڑے ہو؟ سب نے خطبہ سنا، پھر اس کے بعد بی بی سلام اللہ علیہا آئیں، حق نہیں دیا گیا! انکار کر دیا گیا، واپس جب آئیں تو پھر روتے ہوئے گھر کے اندر آئیں اور اب زیادہ شدت تھی، بی بی سلام اللہ علیہا کے اوپر گریے میں رِقت طاری تھی۔

## بی بیؑ کا غیر الٰہی فیصلے پر احتجاج!

بی بی سلام اللہ علیہا نے اس خطبے میں کیا کیا؟ قیام! اُمت کو بچانے کے لئے بی بی سلام اللہ علیہا نے قیام کیا۔ نظامِ الٰہی سے دور ہونے کی طرف جو قدم اٹھ رہا تھا، اُس قدم کے خلاف بی بی سلام اللہ علیہا نے احتجاج کیا۔ ولایت کی طرف لوگوں کو دعوت دی، سکوت توڑا، خاموشی توڑی، جہاں پر سب چپ اور خاموش تھے۔ بعض لوگ

سوال کرتے ہیں کہ اس وقت امیر المومنین علیہ السلام کیوں نہیں بولے؟ اچھا سوال ہے! ہونا چاہئے کہ امیر المومنین علیہ السلام کیوں نہیں بولے؟ امیر المومنین علیہ السلام بولے! خطبہ سوم نہج البلاغہ شاہد ہے، گواہ ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت، صورتحال کا جائزہ لیا، میری حالت کیا تھی، کیا ہورہا تھا؟ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں کے سامنے میری میراث لُٹ رہی تھی اور میں دیکھ رہا تھا اور میری حالت یہ تھی کہ جیسے گلے میں کوئی چیز پھنسی ہوئی ہو، نہ نیچے جاتی ہو اور نہ باہر آتی ہو، جیسے آنکھ میں کانٹا چلا گیا ہو، اُس نے بے چین کر دیا ہو!

## حفظ دین کی خاطر امیر المومنینؑ کی قربانی

ایک طرف نَومسلم دنیا اور ایک طرف یہ سیاسی اقدام، پارٹی اقدام اور اس بیچ میں دینِ خدا اور علی علیہ السلام امام و محافظِ دینِ خدا۔ علی علیہ السلام نے ایسے فیصلے ایک دفعہ نہیں، بارہا کئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے فوراً بعد بھی یہ فیصلہ کیا اور اپنی حکومت میں بھی یہ فیصلہ کیا۔ حکومتِ امیر المومنین علیہ السلام کا فیصلہ آپ سنتے رہتے ہیں۔ دو عورتیں آئیں ایک بچہ لے کر، جھگڑا ہو گیا، ایک عورت مدعی تھی کہ یہ بچہ میرا ہے دوسری کہتی تھی یہ بچہ میرا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے سمجھایا کہ ایک بچہ دو عورتوں کا نہیں ہوسکتا۔ تم میں سے ایک ماں ہے اور ایک نہیں ہے! جو ماں ہے وہ لے لے، دوسری چھوڑ دے لیکن دونوں میں سے کوئی بھی دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں تھی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی حکمت کے تحت قنبر

کوحکم دیا کہ شمشیر لے آؤ؟ قنبر تلوار لینے گئے تو وہ خواتین ڈر گئیں کہ شاید ہمیں ماریں گے! پوچھا کہ مولیٰ! تلوار کیوں منگوا رہے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا اس لئے کہ بچہ ایک ہے اور مائیں دو ہیں، تو ایک بچہ تو دو کو نہیں دیا جا سکتا۔ تو میں اس بچے کو تلوار کے ذریعے نصف میں سے چیر کر آدھا بچہ ایک کو دیتا ہوں اور آدھا بچہ دوسری کو دیتا ہوں۔ اُن میں سے ایک اُٹھ کر مولا کے قدموں میں گر گئی اور رو کر کہنے لگی۔ اے علیؑ! میں اس بچے کی ماں نہیں ہوں۔ یہ اِس کا بچہ ہے! بچے کو بس نہ مارنا، حضرتؑ نے وہ بچہ اٹھا کر اُسی کی گود میں ڈال دیا، کیوں؟ اس لئے کہ ماں ہی ایسے کر سکتی ہے! ماں ہوتی ہی وہی ہے، جس کو بچے کی زندگی عزیز ہے اگر چہ وہ بچہ اس کی آغوش میں نہ بھی ہو۔ لہٰذا علی علیہ السلام نے بارہا یہ فیصلے کئے ہیں!

**دین کا علی سے رشتہ**

دین، علی علیہ السلام کی آغوش میں پلا ہے۔ اب اس دین کے مدعی پیدا ہو گئے۔ کس نے دین کو بچایا؟ کس نے اس کو پھیلایا؟ اب مدعی پیدا ہو گئے کہ یہ ہمارا ہے! اگر علی علیہ السلام بھی پارٹی بنا کر کہیں کہ یہ ہمارا ہے، تو یہ بچہ دو نیم ہو جائے گا۔ یہاں کون کہے گا کہ بیشک تمہاری گود میں رہے لیکن یہ رہے ضرور بس ختم نہ ہو؟ وہی کہے گا کہ جس کی نسبت ماں جیسی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا تھا کہ

”أنا و علی أبوا ھذہ الأمة“

میں اور علیؑ اس اُمت کے باپ ہیں۔ یہ وہی کہتا ہے جو چاہتا ہے کہ باقی رہے، یہ ختم نہ ہونے پائے۔ بیشک تمہاری آغوش میں ہی رہے۔ ورنہ علی علیہ السلام اُٹھ سکتے تھے، قیام کر سکتے تھے لیکن بی بی سلام اللہ علیہا نے قیام کیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب لوگ امیر المومنین علیہ السلام کو پکارنے کے لئے گئے، تو اس وقت امیر المومنین علیہ السلام کیوں نہیں آئے؟ امیر المومنین علیہ السلام آنا چاہ رہے تھے، بات کرنے کیلئے آنا چاہ رہے تھے، مدعا بیان کرنے کے لئے لیکن بی بی سلام اللہ علیہا نے علی علیہ السلام کو بٹھا دیا۔

**جناب سیدہؑ اور دفاع ولایت**

اے علیؑ! کل میرا بابا ولی تھا اور آپ میرے بابا کے ناصرو حامی تھے اور میں جانتی ہوں اے علیؑ! میرے بابا نے پوری عمر رسالت میں ایک دفعہ بھی تلوار نہیں چلائی! کیوں؟ اس لئے کہ جس کا علی علیہ السلام جیسا سپاہی موجود ہو اس ولی کو خود تلوار چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک دفعہ بھی علی علیہ السلام نے موقع نہیں دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلوار اٹھائیں چونکہ علی علیہ السلام جو موجود ہیں!

آج علیؑ! آپ ولی ہیں۔ اگرچہ دنیا خاموش ہے لیکن ایک تیری حامی تو ہے، ایک ناصرہ تو تیری ہے۔ جب ولیوں کا حق چھینا جائے تو ولی تلوار نہیں اٹھاتے، سپاہی تلوار اٹھاتے ہیں۔ علیؑ! آج میں زوجہ نہیں، میں حامی ہوں، میں آپ کی ناصرہ ہوں۔ میں بحیثیتِ زوجہ نہیں آئی بلکہ ولایت کی مدافع بن کر آئی ہوں، ولایت کا دفاع کروں گی۔

علی! کل آپ جاتے تھے، جنگِ بدر لڑتے تھے میں دیکھتی رہتی تھی، آپ

جنگِ اُحد لڑتے تھے میں دیکھتی رہتی تھی، آپ جنگِ خندق لڑتے تھے میں دیکھتی رہتی تھی، علی! میں آپ کی جنگ کا نظارہ کرتی تھی اور آپ جب زخمی ہوکر آتے تھے میں آپ کے زخموں پر مرہم رکھا کرتی تھی۔ تاریخوں میں لکھا ہوا ہے کہ بعض جنگوں میں امیرالمومنین علیہ السلام کے جسمِ اطہر پر بہت زخم لگ جاتے!

**جنگوں میں جناب سیدہؑ کا کردار**

ایک روایت میں ہے کہ ایک جنگ میں علی علیہ السلام کے جسم پر ساٹھ زخم لگے۔ نیزوں کے، تیروں اور تلواروں کے زخم لگے۔ مولیٰ جن زخموں کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور گھر آجاتے، پھر گھر میں آکر حضرتؑ بیٹھتے اور زہراء سلام اللہ علیہا ایک ایک زخم سے خون صاف کرتیں اور مرہم رکھتیں۔ ایک دن یہی عمل جاری تھا، زہراء سلام اللہ علیہا رو رہی تھی اور علی علیہ السلام زخمی سامنے بیٹھے ہوئے اور ایک ایک زخم پر زہراء سلام اللہ علیہا مرہم رکھ رہی ہیں کہ اوپر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ وصی زخمی ہے، جانشین زخمی ہے اور زہراء سلام اللہ علیہا مرہم لگانے میں مصروف ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا اور دیکھنے کے بعد دعا کی کہ اے پروردگار! اس علیؑ کی محافظت فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی سلام اللہ علیہا کے لئے بھی دعا کی۔

**جناب زہراءؑ اور ولی کی نصرت**

بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا وہ آپؐ کی جنگیں تھیں، میں دیکھتی تھی چونکہ آپ ولیِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، آپ ناصرِ ولی تھے۔ آج آپ ولی ہیں اگرچہ اُمت

خاموش ہے، ہر ایک کے پاس ایک دلیل موجود ہے۔ بزرگوں کے پاس خاموشی کے دلائل ہیں اور واقعی اُن کے پاس خاموشی کے دلائل تھے۔عوام کے پاس بھی دلائل تھے، لہٰذا کوئی بھی نہیں بول رہا تھا۔ بی بی سلام اللہ علیہا اُٹھیں، قیام کیا اور لوگوں کو بتایا کہ تم کدھر جا رہے ہو؟ آپ بی بی سلام اللہ علیہا کا، خطبہ پڑھیں وہ کیسا عجیب خطبہ ہے۔

## بی بیؑ کا خطبہ، مہجوریت کا شکار

تاریخ میں کچھ علماء گزرے ہیں جنہوں نے اپنی پوری عمر میں دورانِ تحقیق وحصولِ علم حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کا خطبہ نہیں پڑھا تھا۔ اصلاً اُن کی نظروں سے گزرا ہی نہیں۔ ایسے بہت سارے علماء ابھی بھی ہیں، بہت سارے جنہوں نے ابھی تک حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کا خطبہ نہیں پڑھا۔ علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ ایسے علماء، ادباء وفصیح و بلیغ لوگ تھے جنہوں نے حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کا خطبہ دیکھا ہی نہیں تھا۔ ایک محفل میں جہاں یہ سارے اکٹھے تھے وہاں پر ایک عالمِ دین نے ان اہلِ بلاغت وفصاحت کے علماء کے سامنے آکر شیعہ، سنی علماء کی موجودگی میں آکر اس عالمِ دین نے حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کا خطبہ پڑھا۔ وہ چونکہ اہلِ فصاحت و بلاغت تھے، اس کا مقام سمجھتے تھے، خطبہ سن کر انہوں نے اس طرح ہاتھ کاٹنا شروع کیے جس طرح یوسفؑ کو دیکھ کر مصر کی عورتوں نے ہاتھ کاٹ لئے۔ یہ علامہ مجلسیؒ نے اپنی کتاب کے اندر لکھا ہے۔ خطبۂ زہراء سلام اللہ علیہا اس شان کا خطبہ ہے۔ جبکہ ہم نے آج تک نہیں پڑھا! اور نہ ہی کسی منبر سے یہ خطبہ بیان ہوا، کسی

مجلس میں یہ خطبہ بیان نہیں ہوتا!

## جنابِ سیدہؑ کا اعلان جنگ

بی بی سلام اللہ علیہا نے وہ خطبہ دیا اور لوگوں کو اصلِ مطلب سمجھایا، حقیقت سمجھائی کہ آپ نظامِ الٰہی، دین، امامت و ولایت کو چھوڑ کر کہاں جارہے ہو؟ تمہارے سامنے کونسی مصلحت آڑے آگئی ہے؟ بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا: آج میں جنگ کرتی ہوں، یہ میری جنگ ہے اور اس کو میں تنہا لڑوں گی، اس سکوت کو توڑوں گی اور یہ ایک دو دن کے لئے نہیں ہے۔ ایسا اقدام کر کے جاؤں گی کہ دنیا قیامت تک اس جنگ کو یاد رکھے گی۔ یہ قیامِ فاطمی ہے۔ بی بی سلام اللہ علیہا نے سکوت توڑا، نظامِ الٰہی کی طرفدار بن کر کھڑی ہوئیں، اُمت کے اندر جو پہلی کجی اور گمراہی پیدا ہورہی تھی اس کے خلاف کھڑی ہوئیں اور سب کے سامنے بی بی سلام اللہ علیہا نے آواز اٹھائی!

## سرمشقِ فاطمی کی مشق

آج اس ملت کی ضرورت، اُسوۂ فاطمیہ ہے۔ ہم حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کا نام لے کر حاجتیں تو مانگتے ہیں لیکن سرمشقِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی مشق کون کرے گا؟ ایک فقیہ نظر آتا ہے جس نے یہ خطبہ پڑھا بھی، جس نے یہ سرمشق بھی پڑھی اور جس نے اس کی مشق کی اور اتنی مشق کی، اتنی مشق کی کہ وہ فراموش شدہ ولایت کا نظام، کتابوں سے نکال کر، مدرسوں سے نکال کر، لائبریریوں سے نکال کر، فراموش خانوں سے نکال کر اس ٹیکنالوجی کے زمانے میں پرچمِ ولایت لہرا کر

دنیا کو بتا دیا کہ اس طرح قیامِ فاطمی کی مشق کی جاتی ہے!

اے مومن! بی بی سلام اللہ علیہا نے سرمشق لکھی ہے، اے شیعہ ٔ زہراء سلام اللہ علیہا! اے خواتینِ عظام، پیروانِ حضرتِ زہراء سلام اللہ علیہا! حاجتوں کے لئے تو بی بی سلام اللہ علیہا کا نام اللہ کے آگے رکھ دیتی ہو! اور خدا کو بی بیٔ دو عالم سلام اللہ علیہا کا واسطہ تو دیتی ہو کہ میری حاجت پوری کر!

**معصومؑ سے مطالبہ اور معصومؑ کا مطالبہ**

ایک عالمِ بزرگوار نے چند روز قبل مجھے یاد دلایا، اُن کے ساتھ سفرِ زیارت ہوا تو وہ یاد دلا رہے تھے کہ آپ نے زیارت پر ایک جملہ وہاں کہا تھا، انہوں نے اچھی زیارتیں کرائیں، ہمیں بھی سید الشہداء علیہ السلام کی زیارت کا شرف نصیب ہوا، انہوں نے کاروان کھڑا کیا، پھر اس کے بعد ہر کاروانی کی دعائیں مانگنا شروع کیں، اُن کی حاجتیں پیش کرنا شروع کیں۔ ظاہر ہے ہر مومن جو زیارت پر جاتا ہے تو کچھ اور بھی التماسِ دعا بھی ساتھ لے کر جاتا ہے۔ انہوں نے ایک ایک کا نام لے کر، گھنٹوں کھڑا کیا، مصائب پڑھے، گریہ کروایا، آہ و بکاء کر کے اور مومنین کی جتنی حاجتیں و دعائیں تھیں وہ ساری امامؑ کی بارگاہ میں پیش کیں اور دعا کی کہ خدایا ان ساری حاجتوں کو پورا فرما!۔ جب فارغ ہو چکے تو میں نے انہیں تقبّل اللہ کہا یعنی اللہ آپ کی زحمت ومحنت کو قبول کرے، وہ یاد دلا رہے تھے کہ آپ نے اس وقت کہا تھا! ماشاء اللہ بڑی محنت کر کے آپ نے سو دو سو مومنوں کی حاجتیں امامؑ تک پہنچائی ہیں۔ اگر تھوڑی سی

محنت کر کے امامؑ کا کہنا بھی ان تک پہنچا دیتے ؟

## جناب زہراءؑ کا اپنے ماننے والوں سے مطالبہ

آج جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا منتظر ہیں ! کس بات کی منتظر ہیں؟ کہ اے مومنو! میں تو تمہاری حاجتیں خدا کی بارگاہ میں پہنچا رہی ہوں ۔ ایک حاجت میری بھی ہے جو تمہارے پاس آئی ہے ۔ وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ اس نظامِ امامت و ولایت کے لئے بھی کوئی آواز اٹھاؤ؟ کیا میں تنہا ہی تاریخ میں رہوں گی اپنی ساری عمر میں میری سرمشق کو مشق کرنے والا کوئی بھی نہیں ہوگا؟ کیا ولایت اسی طرح صدیوں سے مہجور ہی رہے گی؟ کیا امامت اسی طرح فراموش ہی ہوتی رہے گی؟ اور مصلحتوں کا شکار ہو جائے گی؟ تم ہر نظام کے پیچھے چلو گے، ہر جھنڈے کے پیچھے چلو گے لیکن کیا امامت و ولایت کا پرچم نہیں لہراؤ گے؟ ایک میری بھی تو سن لو ۔ تم نے اولاد مانگی میں نے اللہ سے تمہارے لئے شفاعت کر دی ، تم نے صحت مانگی میں نے اللہ سے شفاعت کر دی ، تم نے رزق و روزی مانگی میں نے اللہ سے شفاعت کر دی ، تم نے جو مانگا میں نے اللہ سے شفاعت کر دی ! یہ بھی تو دیکھو کہ میں کیا کہہ رہی ہوں ! ایک دفعہ میرا بھی خطبہ پڑھ کر دیکھو کہ میں کیا کہہ رہی ہوں؟

## جناب سیدہؑ کا قیامت تک بائیکاٹ

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے جب دیکھا کہ لوگ بات نہیں سنتے تو بی بی دستبردار نہیں ہوئیں ! بلکہ زہراء سلام اللہ علیہا نے سب کا بائیکاٹ کر دیا۔ فرمایا کہ میں حکمرانوں سے

ناراض ہوں، حکومت سے ناراض ہوں، ان خواص سے، اس عوام سے بھی ناراض ہوں، انصار کی عورتوں کو بھی کہا کہ میں تمہارے مردوں سے بھی ناراض ہوں، تم عورتوں سے بھی ناراض ہوں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا انصار کی عورتوں نے فدک غصب کیا تھا؟ وہ تو اس میں نہیں تھیں! بی بی سلام اللہ علیہا اُن سے کیوں ناراض ہیں؟ اُن سے اس لئے ناراض ہیں کہ میں تمہارے دروازوں پر آئی اور آ کر تمہارے دروازے کھٹکھٹائے کہ آؤ؟ جو میرے بابا سے غدیر میں اعلان سنا تھا، صرف آ کر اس کی گواہی دو؟ کہتے تھے کہ ابھی وقت مناسب نہیں ہے! کیا آپ نہیں دیکھتی کہ فیصلہ ہو چکا ہے؟ بڑے بڑے لوگ اُدھر چلے گئے ہیں، آپؑ آ کر اِدھر اکیلی ولایت کی بات کرتی ہیں؟ لہٰذا یہ وقت نہیں ہے! اکثر نے تو دروازہ ہی نہیں کھولا! ایک نے دروازہ کھولا اور کہنے لگا مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ عجب! فیصلہ ہو گیا، اعلان ہو گیا، مان لیا گیا!

اب فاطمہ سلام اللہ علیہا سرمشق لکھنے میں مصروف ہو گئیں، اسوہ بنانے میں مصروف ہو گئیں کہ آنے والو! میرا ذکر یاد کرنا؟ اس لئے کہا تھا کہ ایامِ فاطمیہ احیائے اسلام ہے! ایامِ فاطمیہ احیائے ولایت ہیں واحیائے ولایت احیائے اُمت ہیں اور پاکستان کی نجات اس فاطمیہ کے اندر موجود ہے، انہیں ایامِ فاطمیہ و اس اسوۂ کاملہ کے اندر ہے جس کی اُسوائیت کا معتقد مصورِ پاکستان، علامہ اقبالؒ ہے۔

## پارٹی حکومت کا دوسرا اقدام

فیصلہ ہو گیا! لیکن بی بی سلام اللہ علیہا نے سکوت توڑا۔اب یہ طے ہوا کہ لوگوں سے اس کی بیعت کروائی جائے ،لوگوں سے یہ فیصلہ زبردستی منوایا جائے! اس کے لئے گروہ بنے ، جو جو نہیں مان رہا تھا اُن کو لایا جائے ، لا کر باقاعدہ مسجد النبیؐ میں اُن سے یہ فیصلہ قبول کروایا جائے۔ایک گروہ تیار ہوا، امیر المومنین علیہ السلام کے در پر آیا! جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کے در پر۔آ کر آواز دی بڑی گستاخی کے ساتھ کہ ابوالحسن کہاں ہیں؟ اُس وقت علی علیہ السلام اُٹھے! جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے اٹھنے نہیں دیا۔کہا علی! اب میری جنگ کا وقت آ گیا ہے۔علی یہ بدر نہیں، یہ خندق نہیں، یہ خیبر نہیں، یہ ولایت کی جنگ ہے۔ ولایت کی جانثار میں ہوں۔ بی بی سلام اللہ علیہا دروازے کے پیچھے آئیں ،آ کر سوال کیا

من انتم؟

تم کون لوگ ہو؟ اور اتنی گستاخی کے ساتھ اس دروازے پر کیوں بول رہے ہو؟ اس سے پہلے بی بی سلام اللہ علیہا نے ایک جملہ فرمایا:

”انا فاطمه!“

میں فاطمہ ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہوں۔ بی بی سلام اللہ علیہا نے اپنا تعارف کروایا کہ

”انا فاطمه!“

تم کون ہو؟ آیا تم میرے بابا کے صحابی ہو؟ اگر میرے بابا کے ماننے والے

ہوتو اس طرح اس در پر کیوں آئے ہو؟ کہنے لگے کہ ابوالحسن کو باہر بھیجو؟ بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا: جب تک میں زندہ ہوں، ابوالحسن تک کوئی ہاتھ نہیں پہنچ سکتا، باہر سے آواز آئی کہ اگر دروازہ نہیں کھولا تو ہم دروازہ جلا دیں گے، ہم اس کو آگ لگا دیں گے۔ کوئی سوچ سکتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے چند دن بعد اُس در پر لوگ اس طرح سے اکٹھے ہو جائیں؟

**تاریخ اسلام کا ایک سیاہ باب**

ایک عالمِ دین نے کتاب لکھی ہے جس میں اس نے تاریخ کے عجیب واقعات ذکر کئے ہیں۔ ان عجیب واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ اسی مدینے میں جناب زہراء سلام اللہ علیہا گھر گھر گئی، دروازے کھٹکا کھٹکا کر کہتی تھیں کہ آ کر گواہی دو، کوئی گواہی دینے نہیں آیا اور اسی مدینے میں اعلان ہوا کہ زہراء سلام اللہ علیہا کا گھر جلانا ہے، ایندھن لے کر آ گئے، اکٹھے ہو گئے اور آ کر گستاخی کے ساتھ للکارنے لگے! سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمادیا کہ جب تک میں زندہ ہوں کوئی اندر نہیں آ سکتا، کوئی علی علیہ السلام تک نہیں جا سکتا لیکن پھر جو کہا گیا تھا اُس پر عمل کر دیا گیا، دروازے کو آگ لگا دی گئی، دروازے سے شعلے لپکنے لگے، یہ کون سا دروازہ ہے؟ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیۂ تطہیر پڑھا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت وسنت یہ تھی کہ جب بھی مدینے سے باہر تشریف لے جاتے تو واپس مدینے لوٹ کر پہلے درِ زہراء سلام اللہ علیہا پر حاضر ہوتے اور آ کر ان الفاظ میں سلام پڑھتے

"السلام علیکم یا اهل بیت النبوة"

اے نبوت کے اہل بیت ! تم پر سلام ہو۔ آج اُسی دروازے کے اوپر اُمت آ گئی۔ آ کر آگ لگا دی گئی، شعلے لپکنا شروع ہو گئے، دھواں اٹھنا شروع ہو گیا، ابھی دروازہ جلا بھی نہیں تھا، در کے جلنے کا انتظار بھی نہیں کیا، ٹھوکر لگا کر دروازے کو گرا دیا گیا۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے فضہؓ کو بلایا اور کہا فضہ ذرا اپنا کان قریب لاؤ؟ فضہؓ کان قریب کرتی ہیں تو بی بی سلام اللہ علیہا کیا فرماتی ہیں؟ فضہؓ خبردار! علی علیہ السلام کو معلوم نہ ہونے پائے کہ زہراء سلام اللہ علیہا زخمی ہو گئی ہے۔ بی بی سلام اللہ علیہا! کیوں مولا کو معلوم نہ ہو؟ اس لئے کہ علیؑ تنہا ہیں! اگر علیؑ کو معلوم ہو جائے کہ زہراء سلام اللہ علیہا بھی زخمی ہو گئی تو علیؑ کے احساسِ تنہائی میں اضافہ ہو جائے گا اور اس کے بعد وہ لوگ جلتے دروازے کو پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے۔ امام علیؑ کو پکڑ کر لے آئے۔

## بی بیؑ کا آخری دم تک ولایت کا دفاع

مولیٰ کو کس طرح لے کر آئے؟ کسی کا ہاتھ مولیٰ کے سر پر تھا، کسی کا ہاتھ مولیٰ کے گریبان میں تھا، کسی کا ہاتھ مولیٰ کے بازو پر تھا۔ جب علی علیہ السلام کو اس طرح سے لے کر جنابِ زہراء سلام اللہ علیہا کے قریب سے گزرے تو زہراء سلام اللہ علیہا کو پہلو کا درد بھول گیا، اپنے زخمی پہلو سے ہاتھ اٹھا کر علی علیہ السلام کے دامن پر ڈال دیا اور فرمانے لگیں کہ لوگو! ابھی فاطمہ سلام اللہ علیہا زندہ ہے، میں علی علیہ السلام کو نہیں جانے دوں گی۔ ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جب میں نے سیدہ سلام اللہ علیہا کا ہاتھ چھڑانے کے لئے علی علیہ السلام کو اپنی طرف کھینچا، ہاتھ نہیں چھوٹا بلکہ زہراء سلام اللہ علیہا زمین

پر کھینچتی چلی آئیں۔ جب ہاتھ نہیں چھوٹا، تو وہ کہتا ہے کہ میں نے تازیانہ نکال کر ہوا میں لہرا کر ایک دفعہ اس زور سے دستِ اطہر زہراء سلام اللہ علیہا پر مارا کہ نیلے زخم کا نشان پڑا اور ہاتھ چھوٹ گیا اور بی بی سلام اللہ علیہا نے ہاتھ لہراتے ہوئے فرمایا علیؑ! اللہ کے حوالے!

بسمہ تعالیٰ

معروضی سوالات

# سرمشقِ فاطمی

سوال نمبرا: رحلتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فوراً بعد حضرت علیؑ کے مقابلے میں کون سے گروہوں کی پارٹیاں برسرِ اقتدار آنے کی کوشش کرنے لگیں؟

الف: بنو ہاشم　　ب: انصار

ج: مہاجرین　　د: (ب) اور (ج)

سوال نمبر۲۔ نظامِ امامت وولایت کے دفاع میں حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کا قیام کس کے خلاف تھا؟

الف: طاغوتی حکومت　　ب: پارٹی حکومت

ج: غاصب حکومت　　د: سب صحیح ہیں

سوال نمبر۳۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے احتجاج کرتے ہوئے کس کا بائیکاٹ کیا۔

الف: حکمران　　ب: عوام اور خواص

ج: انصار کی خواتین　　د: سب صحیح ہیں

سوال نمبر۴۔آج حضرت زہرا سلام اللہ علیہا پاکستان میں کس نظام کے نفاذ کی منتظر ہیں؟

الف: نظامِ جمہوریت
ب: نظامِ الٰہی
ج: نظامِ امامت وولایت
د: ب اور ج

سوال نمبر۵۔"انا توجهنا واستشفعنا وتوسلنا بك الى الله"کونسی دعا کے الفاظ ہیں۔

الف: دعائے مشلول
ب: دعائے صباح
ج: دعائے توسل
د: دعائے کمیل

سوال نمبر٦۔حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے پروردگارِ عالم سے کیا طلب کیا۔

الف: تلاوتِ قرآن
ب: زیارتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ج: انفاق الیٰ اللہ
د: سب صحیح ہیں

سوال نمبر۷۔کونسا گروہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واہلبیت علیہم السلام سے عقیدت ومحبت نہیں رکھتا۔

الف: صوفی
ب: ناصبی
ج: اہلسنت
د: سب صحیح ہیں

سوال نمبر۸۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے احتجاج کا اصل و بنیادی مقصد کیا تھا؟

الف: باغِ فدک کا حصول  ب: نظامِ امامت و ولایت کا نفاذ

ج: پراپرٹی کا جھگڑا  د: سب صحیح ہیں۔

سوال نمبر۹۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنی میراث کولٹتا دیکھ کر تلوار کیوں نہیں اٹھائی۔

الف: عوام کی اکثریت پارٹی حکومت کے ساتھ تھی۔

ب: دین کو بچانے کی خاطر۔  ج: آپؑ خود غاصب حکومت سے راضی تھے۔

د: (الف) اور (ب)

سوال نمبر۱۰۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت حضرت علی علیہ السلام کے اعلان امامت و ولایت کے کتنے عرصہ بعد ہوئی۔

الف: ایک ماہ دس دن  ب: دو ماہ دس دن

ج: دو ماہ بیس دن  د: تین ماہ دس دن

سوال نمبر۱۱۔ صحیح معیارات کی روشنی میں حضرت علامہ اقبالؒ کا مسلک کیا تھا۔

الف: سُنی  ب: شیعہ

ج: صوفی  د: سیکولر

سوال نمبر۱۲۔حضرت علامہ اقبالؒ نے اپنے عقیدت نامہ میں حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے حوالے سے کتنی نسبتوں کا ذکر کیا ہے۔

الف: دو　　　ب: تین

ج: چار　　　د: پانچ

سوال نمبر۱۳۔دُعا سے کیا مراد ہے۔

الف: مانگنا　　　ب: پکارنا

ج: سرگوشی　　　د: سب صحیح ہیں

سوال نمبر۱۴۔حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کا خطبہ ہمیں کس نظام کی مہجوریت کی طرف متوجہ کرر ہا ہے۔

الف: نظامِ جمہوریت　　　ب: نظامِ خلافت

ج: نظامِ امامت وولایت　　　د: سب صحیح ہیں

سوال نمبر۱۵۔حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے شیعوں کے لیے کیا تحریر کیا ہے۔

الف: مشق　　　ب: سرمشق

ب: سرمشق کی مشق　　　د: مشق وسرمشق

سوال نمبر ۱۶۔ پاکستانی قوم کون سی چیز لٹا کر اَب دھمال میں مصروف ہے۔

الف: دین ب: دنیا

ج: دین و دنیا د: دنیا و آخرت

سوال نمبر ۱۷۔ خداوند تعالیٰ نے انبیاءؑ کو اس لیئے مبعوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو جگائیں اور ابھاریں۔

الف۔ بصارت ب: عقل

ج: فکر د: ب اور ج

سوال نمبر ۱۸۔ "ہم معصومینؑ مومنین کیلیئے اسوہ ہیں اور حضرت زہرا سلام اللہ علیہا معصومینؑ کیلیئے اسوہ ہیں" یہ فرمان کس معصومؑ ہستی کا ہے۔

الف: حضرت امام حسینؑ ب: حضرت امام جعفر صادقؑ

ج: حضرت امام مہدی (عج) د: حضرت امام ہادیؑ

سوال نمبر ۱۹۔ حضرت علیؑ نے اپنے زمانہ حکومت میں اپنے استقبال کے موقع پر دھمال و بھنگڑا ڈالنے والے کس شہر کے لوگوں کی مذمت فرمائی۔

الف: کوفہ ب: بصرہ

ج: انبار د: سب غلط ہیں

سوال نمبر۲۰۔ملت پاکستان نے اب تک کیا انجام دیا ہے۔

الف: فاطمی مشقیں ب: حسینی مشقیں

ج: علوی مشقیں د: فقط رسمیں

سوال نمبر۲۱۔امام خمینیؒ کے فرمان کے مطابق ولایتِ حضرت علیؑ کا اعلان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھا۔

الف: غیر سیاسی ب: عبادی

ج: سیاسی د: رسمی

سوال نمبر۲۲۔رہبر معظم سید علی خامنہ ای (حفظہ اللہ) کے فرمان کے مطابق خواص کسے کہتے ہیں۔

الف: جو معاشرے میں اثر و رسوخ رکھتا ہو۔

ب: بڑی شخصیات کے پیچھے چلتا ہو۔

ج: جو سوچ سمجھ کر راستہ اپنا تا ہو۔

د: افراد کی کثرت سے متاثر ہو کر راہ اپنا تا ہو۔

سوال نمبر۲۳۔تاریخ میں کس شخصیت نے سرمشقِ فاطمیہ کی عملی مشق انجام دی۔

الف: علامہ مجلسیؒ ب: امام خمینیؒ

ج: امیر مختار د: ب اور ج

سوال نمبر۲۴۔رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد سب سے پہلے نظامِ ولایت وامامت کے مقابلے میں کونسا نظام لایا گیا۔

الف: بادشاہت ب: آمریت

ج: ملوکیت د: پارٹی حکومت

سوال نمبر۲۵۔اللہ تبارک وتعالٰی نے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کو ہمارے لیے اصلاً وحقیقتاً کیا بنا کر بھیجا۔

الف: حاجات کا ذریعہ ب: اسطورہ

ج: اُسوہ د: سب صحیح ہیں۔

# اوپن بُک انعامی مقابلہ

## انعامات:

پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن کے لیئے تمام سوالات کے صحیح جوابات دینے والے افراد میں سے قرعہ اندازی کے ذریعہ انتخاب کیا جائے گا۔

پہلا انعام: ایران زیارت　　دوسرا انعام: کمپیوٹر　　تیسرا انعام: موبائل فون

ان کے علاوہ تمام سوالات کے صحیح جوابات دینے والے مزید 100 افراد کا بذریعہ قرعہ اندازی انتخاب کر کے انہیں ایک مفید کتاب یا 300 روپے نقد رقم کی صورت میں انعام دیا جائے گا۔

## قواعد و ضوابط:

۱۔ تمام سوالات کے جوابات کتاب سے ہی دیئے جائیں۔

۲۔ کتاب کا خود مطالعہ کر کے جواب دینا آپ کا اخلاقی فرض ہے۔

۳۔ مقابلہ کے شرکاء کیلئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔

۴۔ تمام شرکاء انٹرنیٹ کے ذریعہ جوابات ہماری ویب سائیٹ www.pairwan-e-wilayat.com پر جمع کروائیں۔

۵۔ انٹرنیٹ کی سہولت موجود نہ ہونے کی صورت میں آخری صفحہ پر موجود جواب نامہ میں صحیح جواب کے سامنے ( ) کا نشان لگایئے اور اپنے مکمل کوائف پُر کر کے جواب نامہ ہمارے پتہ پر ارسال کیجئے۔

۶۔ جوابات اسطرح ارسال کیئے جائیں کہ وہ یکم رجب ۱۴۳۶ھ تک ہمارے پتہ تک پہنچ جائیں بعد میں وصول ہونے والے جوابات قرعہ اندازی میں شامل نہیں کیئے جائیں گے۔

۷۔ نتائج کا اعلان ۱۳رجب ۱۴۳۶ھ (یوم ولادت باسعادت مولائے متقیان حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) کو کیا جائے گا۔

۸۔ مقابلہ میں کامیاب ہونے والے شرکاء کا نتیجہ ہماری ویب سائیٹ www.pairwan-e-wilayat.com پر ۱۳رجب ۱۴۳۶ھ کے بعد دیکھا جاسکتا ہے۔

## کتاب ملنے اور جوابات جمع کروانے کا پتہ:

**محمد علی بُک ڈپو**

زہرا گارڈن، شاپ نمبر 2، بریٹو روڈ، نزد محفل شاہِ خراسان،

بالمقابل فاطمیہ کالج، سولجر بازار نمبر ۳، کراچی

فون: 021-32242991,0300-2985928

جواب نامہ

Registration Code........................

## حلف نامہ

(پُرکرنا لازمی ہے)

میں ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ حلفیہ اقرار کرتا/ کرتی ہوں کہ میں بذات خود اس کتاب کو پڑھ کر جوابات جمع کروا رہا/ رہی ہوں اور اس سلسلے میں کسی دوسرے فرد سے مدد حاصل نہیں کی۔

سرمشق فاطمی

اس کتاب اور کوئز مقابلہ سے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

______________________________________________

______________________________________________

______________________________________________

______________________________________________

______________________________________________

نام ........................................ تاریخ پیدائش ........................................

ولدیت ........................................ تعلیمی صلاحیت ........................................

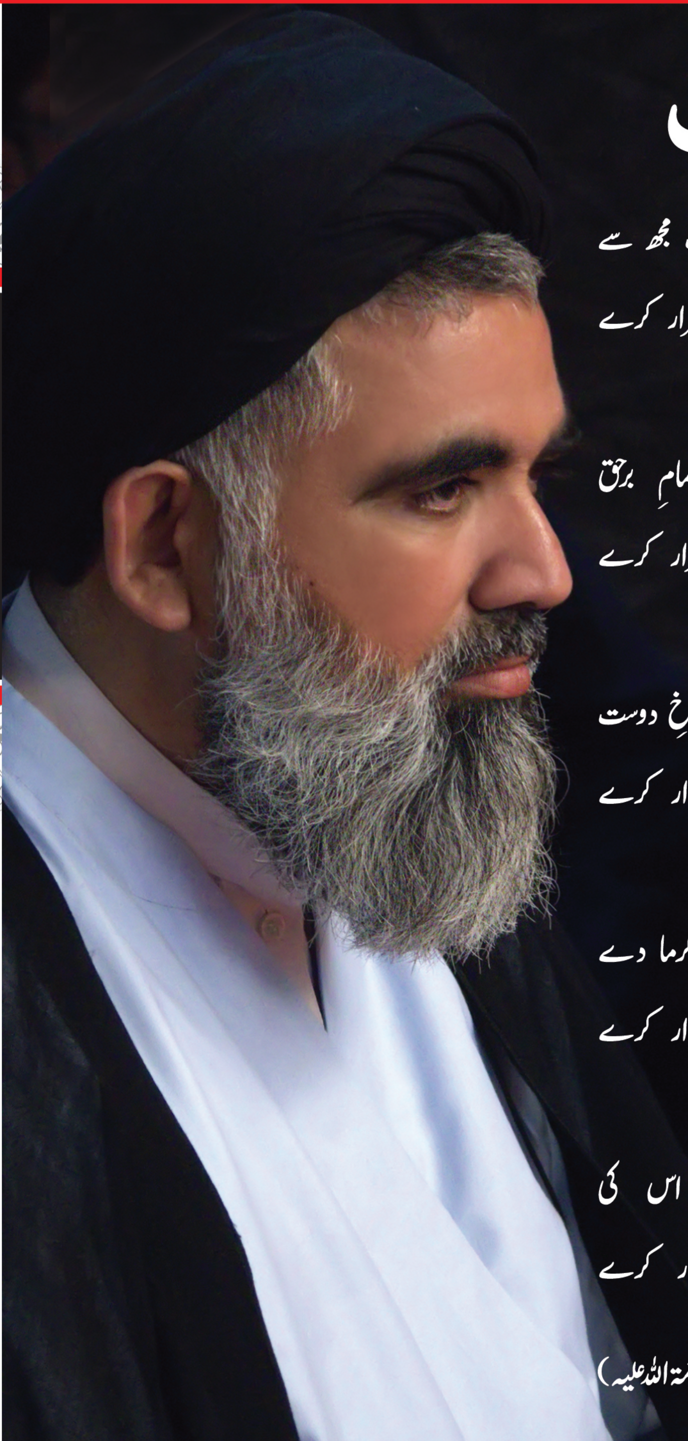
مکمل پتہ ........................................................................

........................................................................

شناختی کارڈ نمبر ........................................ رابطہ نمبر ........................................

ای میل ........................................................................

| ردیف | الف | ب | ج | د | ردیف | الف | ب | ج | د |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | | | | | ۱۴ | | | | |
| ۲ | | | | | ۱۵ | | | | |
| ۳ | | | | | ۱۶ | | | | |
| ۴ | | | | | ۱۷ | | | | |
| ۵ | | | | | ۱۸ | | | | |
| ۶ | | | | | ۱۹ | | | | |
| ۷ | | | | | ۲۰ | | | | |
| ۸ | | | | | ۲۱ | | | | |
| ۹ | | | | | ۲۲ | | | | |
| ۱۰ | | | | | ۲۳ | | | | |
| ۱۱ | | | | | ۲۴ | | | | |
| ۱۲ | | | | | ۲۵ | | | | |
| ۱۳ | | | | | | | | | |



# امامت

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے

دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)